نگران اعلیٰ
مولانا مفتی محمود

ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور

عصر حاضر کے سیاسی نظریے اور اسلام

★ ——— علامہ سید سلیمان ندوی

الٰہی بخش ساجد

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا نتیجہ

اندر کے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں

قیمت دو روپے　　۱۶ اکتوبر تا ۲۳ اکتوبر　　شمارہ ۴۲

فون: ۶۷۷۱۵ | ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور | رجسٹرڈ ایل نمبر: ۷۱۳۲

اپیل

نظام العلماء پاکستان مملکتِ پاکستان میں اسلام کے عادلانہ نظام کی ترویج، نظام ہائے باطل کی تردید، فتنۂ باطلہ کے مقابلے، فرنگی تہذیب کے قلع قمع اور اعلاءِ کلمۃ الحق کے مقدس فریضہ کی انجام دہی میں ہمہ تن مصروف ومنہمک ہے

نظام العلماء سے وابستہ ومنسلک ہزاروں علماء ومشائخ اور لاکھوں انتھک جانباز مخلص کارکن وسائل کی کمی کے باوجود شب وروز اسلام کی عظمتِ رفتہ کی بحالی کے لیے تگ وتاز کر رہے ہیں۔ اسلام کی سربلندی اور ملکی سالمیت کے تحفظ کے لیے نظام العلماء پاکستان کی خدمات مسلّمہ ہیں تحریک بحالی جمہوریت، تحریک مقدس ختم نبوت اور تحریک نظامِ مصطفےٰ اس پر شاہد عدل ہیں نظام العلماء اپنا ایک تابناک ماضی رکھتی ہے اور روشن مستقبل کے لیے کوشاں ہے، لیکن نصرتِ الٰہی کے ساتھ ساتھ وسائل واسباب کا ہونا بھی ضروری ہے خصوصاً موجودہ دور میں۔ لہٰذا نظام العلماء کی مخلصانہ سرگرمیوں کا مربوط پلیٹ فارم کو مضبوط بنانے کے لیے نظام العلماء کے بیت المال کو مستحکم بنانا ازحد ضروری ہے۔

التماس

اصحاب ثروت اور اہل خیر حضرات سے التماس ہے کہ وہ عطیات، صدقات اور خیرات کے ذریعہ بیت المال کی امداد فرمائیں۔ نیز بیت المال کیلیے

چرمہائے قربانی

کی فراہمی کا ہر جگہ اہتمام کر کے اس اہم فریضہ کی تکمیل کریں۔ اراکین نظام العلماء خصوصاً اس سلسلے میں تگ ودو کریں۔

(مولانا) محمد عبد اللہ درخواستی امیر نظام العلماء پاکستان
(مولانا) مفتی محمود ناظم عمومی نظام العلماء پاکستان
(مولانا) عبید اللہ انور امیر نظام العلماء پنجاب
(مولانا) سید محمد شاہ امروٹی امیر نظام العلماء سندھ
(مولانا) محمد ایوب جان بنوری امیر نظام العلماء سرحد
(مولانا) عبد الواحد صاحب امیر نظام العلماء بلوچستان

نوٹ: کھالوں کی رقوم مولانا مفتی محمود ناظم عمومی نظام العلماء پاکستان چوک رنگ محل لاہور کے نام روانہ کیجائیں

الٰہی بخش صاحب

ہفت روزہ
ترجمانِ اسلام
لاہور

جلد نمبر ۲۲ | شمارہ نمبر ۴۲

جمعۃ المبارک ۶ ذی الحج ۱۴۰۰ھ

— سرپرست —
مولانا عبید اللہ انور

— مدیر —
اکرام القادری

— مدیر معاون —
عمیر الہاشمی

بدلِ اشتراک
سالانہ
۶۵ — روپے
ششماہی
۳۳ — روپے
سہ ماہی — ۱۷ روپے
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

خط و کتابت : ترجمانِ اسلام چوک رنگ محل لاہور

سنّتِ ابراہیمی اور ہماری غفلت

خداوند قدوس نے مسلمانوں کو سال میں دو عیدوں سے سرفراز کیا ہے عید الفطر اور عید الاضحیٰ یہ دونوں عیدیں مسرتوں اور شادمانیوں کے ساتھ ساتھ اپنے اندر موعظت و عبرت کے انگنت پہلو لئے ہوئے ہیں خصوصاً عید قربان اس واقعہ جلیلہ کی یاد تازہ کرنے کے لئے منائی جاتی ہے، جس کا مظاہرہ خدا کے ایک اولالعزم پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے خدا کی راہ میں سب سے بڑی متاع عزیز لختِ جگر اور نورِ نظر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربان کرنے کے لئے کیا۔ سیّد دو عالم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے واضح الفاظ میں اپنی امّت کے لئے فرمایا ہے کہ یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السّلام کی سنّت ہے۔

بارگاہ صمدیت سے اس عظیم قربانی کو شرفِ قبولیّت کی سند حاصل ہوئی اور اسے لازوال بنا دیا۔ اب مسلمانانِ عالم ہر سال اس واقعہ عظمیٰ کی یاد تازہ کرتے ہیں اور خدا کی بارگاہ میں نذریں گذارتے ہیں۔ اس عمل کا مقصد محض خون بہانا اور گوشت کھانا ہی نہیں بلکہ خدا کی عظمت و جلالت کے سامنے اپنی عبودیت اور سرافگندگی کا اظہار کرنا ہے اور یہ اقرار کرنا ہے کہ اس مالک الملک کے حکم پر اپنی بڑی سے بڑی متاع قربان کر دینا ہی حقِ بندگی ہے۔ چونکہ دنیا کی تمام چیزیں جو عارضی طور پر انسان کی ملک قرار دی گئی ہیں وہ دراصل خدا ہی کی ملک اسی کی موہبت اور اسی کا عطیہ ہیں۔ اور خاص طور سے ایک مسلم تو ان عزیز ترین چیزوں کو استعمال کرنے میں فقط احکام الٰہی کا پابند ہے۔

عید قرباں ہمیں ہماری روایتی غفلت اور سرمستی پر تنبیہ کرتی ہے اور یہ سبق یاد دلاتی ہے کہ تم جس عظیم ذات کی طرف اپنی نسبت پر فخر کرتے ہوئے اپنے آپ کو حنیفی اور ملّتِ ابراہیم کا پیروکار کہتے ہو اسی نے تو اپنے گوشۂ جگر کو اللہ کے پاک نام پر قربان کرنے کا عملی مظاہرہ کیا تھا ——— جبکہ تم اپنی معمولی خواہشات کی قربانی بھی خدا کے حکم پر دینے کو تیار نہیں۔

ہمیں خود اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھنا چاہیئے کہ ہم اپنے تمام تر دعووں کے باوجود کس حد تک احکام خداوندی کی بجا آوری کر رہے ہیں اور

اپنی حیاتِ مستعار کے کن کن گوشوں میں ہم نے خدا کے فرامین کو جگہ دی ہے اور پھر ہم جس جلیل المرتبت پیغمبر کی غلامی اور فدویت کے دعویدار ہیں، اس کے بتائے ہوئے راستے پر کہاں تک چل رہے ہیں۔ ہمیں اپنے کردار اور گفتار میں مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور قول وعمل کے تضاد کو دور کرنا چاہیئے۔ اگر ہم دنیا میں سرخرو ہو کر رہنا چاہتے ہیں اور آخرت کی رسوائی سے بچنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنا احتساب کرنا ہوگا ورنہ تو دنیا کی ذلت ونکبت اور آخرت کی رسوائی سے ہم نہیں بچ سکتے۔

ہماری غفلت وخود فراموشی کا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ ان عظیم الشان تہواروں کو بھی ہم نے غیر مسلموں کے تہواروں کے مترادف قرار دے کر اپنی خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ بنالیا ہے اور نئے نئے گناہ ہم ان مواقع پر کرنے کے منصوبے بناتے ہیں اور انہیں عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

بجائے اس کے کہ ہم سال بھر میں کیے گئے گناہوں کی معافی مانگیں اور خدا کی بارگاہ میں آئندہ گناہوں سے بچنے کا عہد ومیثاق کریں۔ ہم خدائی قانون کو توڑتے ہیں اور فخر کرتے ہیں، خاص طور سے نسل نو کی غفلت وسرشاری کا تو کوئی ٹھکانہ ہی نہیں ہے۔

خدارا اپنے حال پر رحم کریں اور ان مقدس ایام کو گناہوں کا ذریعہ نہ بنائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا اپنی شانِ قہاریت دکھانے پر آجائے اور ہماری یہ رنگا رنگیاں چشم زدن میں نوحہ وماتم میں تبدیل ہوجائیں۔ خدا آج بھی اسی طرح سے قادر وتوانا، دانا وبینا اور حی وقیوم ہے جس طرح اقوامِ سابقہ کو ان کی غفلت وعہد شکنیوں کی سزا دیتے وقت تھا۔ قرآن کریم نے قوم ثمود، قوم مدین، قوم عاد، قوم نوح، قوم لوط، قوم صالح اور بنی اسرائیل کے واقعات کوئی قصے کہانیوں اور افسانوں کے طور پر بیان نہیں کئے، بلکہ آنے والی نسلوں کی عبرت وموعظت کے لئے بیان کئے ہیں۔

اور سب سے زیادہ ذمہ داری امت محمدیہ کی ہے کہ جسے خدا نے خیر امت کے عظیم المرتبت خطاب سے نوازا ہے۔ آخری امت ہونے کے اعتبار سے بھی اس امت کو اپنے فرائض منصبی کا لحاظ رکھنا چاہیئے اور اس رُخ سے بھی اپنے آپ کو گناہوں کے حوالے کرنے سے احتراز کرنا چاہیئے کہ وہ اس محبوب رب العالمین کے نام لیوا ہیں جس نے دن کا چین اور راتوں کا آرام امت مسلمہ کی بقاء واستحکام کے لئے تج دیا تھا اور جو راتوں کو رو رو کر خدا کی بارگاہ میں امت مرحومہ کے لئے دعائیں مانگتے تھے۔ میدان حشر میں اگر ہمیں سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمسار ہونا پڑا تو کتنا خسارے کا سودا ہے۔

موجودہ شمارہ

موجودہ شمارہ کے صفحات ۳۲ اور قیمت ۲/- روپے ہے۔ اس شمارے میں وفاق المدارس العربیہ کا نتیجہ بھی ہے۔ آئندہ شمارہ عید قرباں کی تعطیلات کی وجہ سے شائع نہیں ہوگا۔ (ادارہ)

مُبارک باد

ادارہ ترجمان اسلام تمام جماعتی احباب اور قارئین ترجمان اسلام کی خدمت میں بصد خلوص وبقلب صمیم ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جمیع احباب کو عید قرباں کی مسرتوں سے متمتع ہونے کی توفیق ارزانی فرمائیں۔

ترجمانِ اسلام میں
اشتہار
دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(ادارہ)

عبداللہ خادم

گراں فروشی

کا شرعی جائزہ

اللہ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص احتکار کرے گا وہ خطا کار (مجرم) ہے۔ احتکار کے معنی یہ ہیں کہ جو شخص غلہ کو اس نیت سے روکے رکھے کہ جب بھاؤ تیز ہوگا اور اس چیز کی مانگ زیادہ ہوگی تو اسے بیچوں گا تو وہ شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق گنہگار ہے، اس لئے کہ غلہ میں سب لوگوں کا حق ہے۔ سو جو شخص اسے روکے رکھے تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ اپنی ہوس زر اور بھرپور نفع کے لئے دوسروں پر تنگی کرتا اور غریبوں کو مصیبت میں مبتلا کرتا ہے۔ اسی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا شخص گنہگار ہے۔ مسلمان کا فرض تو یہ ہے کہ وہ دوسروں کو نفع پہنچائے، نہ یہ کہ الٹا نقصان پہنچائے۔ اپنی راحت و آسائش کے لئے دوسروں کو تکلیف و پریشانی میں مبتلا کرے لہٰذا وہ گنہگار اور ظالم ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے کہ:

"غلہ روکنے والا ملعون ہے۔

یہ لفظ تو گنہگار سے بھی زیادہ توبیخ و نفرت کا مظہر ہے، اس سے بڑا اور کوئی لفظ ہو ہی نہیں سکتا۔ ایسا شخص رحمتِ خداوندی سے محروم ہے۔ ایسے شخص کی بدبختی اور شقاوت میں کس کو کلام ہو سکتا ہے۔ اس کے ساتھ مسلمانوں کے دلوں کے ابدی حکمران نے یہ بھی فرمایا ہے کہ "غلہ لانے والے کو رزق دیا جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ جو تاجر کھانے پینے کی ضروری چیزوں کو بازار میں لا کر بیچتا اور اپنا جائز نفع لیتا ہے اسے رزق دیا جاتا ہے یعنی اس کی کمائی میں برکت ہوتی ہے اور اس کی تجارت میں ترقی ہوتی ہے، اس لئے کہ سب لوگ اس کی تجارت سے نفع حاصل کرتے ہیں اور وہ خود بھی نفع حاصل کرتا ہے۔ سب کے نفع میں ہی اپنا نفع ہوتا ہے۔

محسن انسانیت معلم ربانی کے ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ جو تاجر اشیاء ضرورت کی ذخیرہ اندوزی اور بلیک نہیں کرتے ان کا وجود معاشرے میں بابرکت ہوتا ہے۔ وہ ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہیں، اور اگر اللہ کے رسول کے حکم کے مطابق ہر قسم کے دھوکہ فریب اور ملاوٹ سے بھی اجتناب کریں تو پھر تو وہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ہی پیارے ہیں، اور جو اپنی تجوریاں بھرنے اور غریبوں کا خون چوسنے کے لئے ذخیرہ اندوزی، بلیک مارکیٹ، دھوکہ فریب اور ملاوٹ کرتے ہیں وہ ڈاکو ہیں ظالم ہیں اور بحکم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ملعون ہیں۔ کاروباری دنیا کا کوڑا ہیں اور معاشرہ میں ان کا وجود خدا کا عذاب ہے۔ ذخیرہ اندوزی ہر چیز کی ہو سکتی ہے مثلاً گندم۔ چینی۔ دال۔ سرمایہ دار طبقہ ضروری اشیاء کے علاوہ آجکل زمین کی بھی ذخیرہ اندوزی کر رہا ہے۔ وہ ایسے کہ شہر کے قریب یا مناسب جگہ پر فوری طور پر زمین خرید کر لیتے ہیں۔ جب وہ زمین مہنگی ہو جاتی ہے تو سستے داموں خریدی ہوئی زمین مہنگی فروخت کرتے ہیں اور یہی حساب دوکانوں اور مکانوں کا ہے یعنی چند افراد نے قبضہ کر رکھا ہے تاکہ کوئی غریب اس سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔ بہرحال ایسی چیز جس سے غریب لوگوں کو نقصان ہوتا ہو وہ سب ذخیرہ اندوزی میں داخل ہے ایسے ظالم تاجروں نے خود کردہ گراں فروشی سے غریبوں کا جینا مشکل بنا رکھا ہے۔ اور خود یہ زندگی کے مزے اڑاتے ہیں۔

جبکہ غریب ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرتے اور ان کی جان کو روتے ہیں۔ اسی وجہ سے اسلامی حکومت نے اس کو قابل دست اندازی جرم قرار دیا ہے۔ چنانچہ صاحب نزہۃ المجالس فرماتے ہیں کہ۔

"اگر ایسے ذخیرہ اندوزی اور بلیک کرنے والے کا مقدمہ قاضی کے پاس جائے تو قاضی اسے اس کی اور اس کے اہل و عیال کی ضرورت سے زائد غلہ مناسب قیمت پر فروخت کرنے کا حکم دے گا۔ وہ یوں کہ قاضی اسے کہے گا کہ اپنا غلہ بیچ ڈال جیسے دوسرے بیچ رہے ہیں، مگر قاضی خود قیمت مقرر نہ کرے کیونکہ حضور اقدس علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ تم قیمت مقرر نہ کرو، کیونکہ اللہ ہی بھاؤ مقرر کرنے والا اور رزق دینے والا ہے۔ مطلب یہ کہ تاجروں کے معاملہ میں اندھا دھند مداخلت نہ کرو۔ غلط بھاؤ مقرر نہ کرو۔ جسکا کام ہوتا ہے وہی اس معاملہ کو بہتر جانتے ہیں۔ اپنے اناڑی پن سے تاجروں اور لوگوں کو تنگی میں نہ ڈالو۔ ذرائع پیداوار باہمی تبادلہ اور خرید و فروخت میں خود غرضی بددیانتی اور ایذا رسانی کے جراثیم نہ گھسنے دو۔ ان جراثیم کو ضرور کچلو مگر کسی کی جائز آزادی اور نفع طلبی میں خواہ مخواہ رکاوٹ پیدا نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ کے ہی قبضۂ قدرت میں سب کچھ ہے۔ اس کی طرف سے اگر تنگی ہو تو اسے برداشت کرو اور فراخی ہو تو شکر کرو۔ صبر و شکر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے دو۔ بندوں کی روزی اس کے قبضہ میں ہے۔ بایں طور کہ اس نے اپنے بندوں کی روزی رسانی کے لئے قرآن حکیم میں اپنا معاشی نظام دے دیا ہے۔ اسی کو قائم کرو۔ تمام معاملات میں احکامات الٰہی کی تعمیل کرو۔ تم اپنا ظالمانہ نظام کیوں قائم کرتے ہو۔ اپنی بدنظمی سے کیوں لوگوں پر جینا دوبھر کرتے ہو اور اپنی خود غرضی سے کیوں تنگی کرتے ہو۔ یہ ہے اس باب میں اسلامی شریعت کا اصل منشاء۔

قیمت مقرر کرنا بائع کا حق ہے۔

یہ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرمان لا تسعروا میں قاضی کو قیمت مقرر کرنے کی ممانعت فرمائی ہے' تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا آپ متولی ہے۔ وہ عدل و انتظام کے لئے اپنے بندوں کو کچھ حقوق و اختیارات تو دیتا ہے مگر اس کو کلیتاً ارباب انتظام و اہتمام کے حوالے نہیں کرتا۔ اسی وجہ سے علماء کرام فرماتے ہیں کہ ارباب انتظام کو چاہیئے کہ اس میں تکلف نہ کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ثمن بائع کا حق ہے۔ یعنی قیمت مقرر کرنا بیچنے والے کا حق ہے۔ اب اگر بیچنے میں وہ کوئی ظلم۔ بددیانتی کرتا ہے تو اسے اس سے روکنے کا حکومت کو حق حاصل ہے۔

یہ حدیثیں ظالم تاجروں کے لئے بیان کی جا رہی ہیں تاکہ عام مسلمانوں کو اس کا علم ہو اور وہ دیکھ لیں کہ اسلامی شریعت ذخیرہ اندوزی اور گراں فروشی کو کن نگاہوں سے دیکھتی ہے۔

اصل میں اسلام تجارت کو آزاد رکھنا چاہتا ہے۔ تاجروں میں اپنے نظام تربیت اور وعظ و تلقین سے کاروباری دیانت اور اخلاق پیدا کرنا چاہتا ہے تاکہ ان میں ظلم اور بڑھتی ہوئی نفع خوری کا جذبہ پیدا نہ ہو۔ اور اگر تاجر مذہب و اخلاق شرافت و دیانت کو بالائے طاق رکھ کر غریبوں کا خون چوسنے اور اپنی تجوریاں بھرنے پر اتر آئیں تو پھر ان کو اپنے آئین میں کستا اور کس بل نکال دیتا ہے۔ اسی وجہ سے فقہاء کا قول ہے کہ جب عام لوگوں کو نقصان ہوتا ہو اس طور پر کہ مال والے اس کی قیمت میں حد سے بڑھے جاتے ہوں کہ وہ چند قیمت پر بیچنے لگیں تو اب قاضی اہل رائے اور اہل بصیرت لوگوں کے مشورے سے لوگوں کا حق بچانے کے لئے قیمت مقرر کرے۔ جیسا کہ آجکل موجودہ حکومت اس کوشش میں ہے۔ اللہ کامیاب فرمائے۔ دیکھا آپ نے اسلامی شریعت کس طرح لوگوں کو تجارتی آزادی دیتی اور حقوق عامہ کی نگہداشت و حفاظت کرتی ہے۔ اگر مسلمان احکام شریعت پر عمل پیرا ہوں تو سب لوگ سکھی رہیں۔ یہ جو ہماری کاروباری دنیا میں ظلم و فساد، ہوس زر اور خود غرضی کی آگ لگی ہوئی ہے ایک دم ٹھنڈی ہو جائے۔ سرمایہ داری و اشتراکیت دونوں اپنی موت آپ مر جائیں۔ اس وقت بہت ہی اہم ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان دنیوی کاروبار میں احکام شریعت پر چلنا اور اخلاق پر تنا سیکھیں اس کے بغیر ہمارے معاشی مصائب و آلام میں کمی نہیں آسکتی۔

ارشاداتِ نبویؐ

- باہم قطع تعلق نہ کرو۔ ایک دوسرے کے درپے نہ ہو۔ دوسروں سے بغض و عداوت نہ رکھو۔ اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو، جیسا تمہیں اللہ نے حکم دیا ہے
- کوئی شخص کسی کو اس کی جگہ سے ہٹا کر اس جگہ نہ بیٹھے بلکہ لوگ ذرا سمٹ کر دوسرے کو جگہ دے دیں۔
- اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں، صورتوں اور اعمال کو نہیں بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتے ہیں۔

الٰہی بخش ساجد

حضرت علامہ سید سلیمان صاحب ندوی رحمہ مرحوم

عصرِ حاضر کے سیاسی نظریے اور اسلام

سوشلزم، جمہوریت اور دیگر نظام ہائے نو

علمِ کلام وہ فن ہے جس میں اصولِ دین کی حمایت کی جائے اور معترض ان پر شکوک و شبہات وارد کریں، ان کو دفع کیا جائے، لیکن کسی چیز کی حمایت و حفاظت ہر زمانہ میں ایک ہی طور سے نہیں کی جاسکتی، کیونکہ ہر زمانہ کے خیالات یکساں نہیں ہوتے۔ اس تغیر آباد عالم میں کسی چیز کو قرار نہیں۔ ہر وقت خیالات بدلتے رہتے ہیں حسن و قبح کا انسانی معیار بدلتا رہتا ہے۔ چیزوں کی قدر و قیمت کا معیار بدلتا رہتا ہے، لیکن دین جو حق مطلق اور صداقت دائمی ہے' وہ ناقابلِ تغیر ہے۔ توحید، انبیاء، عالمِ غیب۔ احکامِ الٰہی، آغازِ عالم سے ان کے حقائق یکساں ہیں اور یکساں رہیں گے۔ اسی طرح معاملات کی صداقت اور اخلاق کی طہارت کا معیار ہمیشہ سے ایک ہے اور ایک ہی رہے گا۔ قتلِ ناحق اور دوسرے کے مال کو اس کی اجازت کے بغیر تصرف میں لانا، جس کے انواع چوری، ڈاکہ، غصب، خیانت رشوت وغیرہ ہیں، ہمیشہ ممنوع رہے ہیں اور رہیں گے۔ جھوٹ کا برا اور سچ کا اچھا ہونا نہ کبھی بدلا ہے اور نہ کبھی بدلے گا۔

اوپر کی سطروں کا خلاصہ یہ ہے کہ دین ایک غیر متبدل حقیقت ہے اور انسانی خیالات کا سیلاب ہمیشہ چڑھتا اترتا ہے۔ ایک ہی چیز جو کبھی اعتراض کا مورد تھی، دوسرے وقت میں مستحسن سمجھی جانے لگتی ہے اور جو کبھی مستحسن تھی وہ دوسرے وقت میں قابلِ اعتراض بن جاتی ہے۔

غرض ان غیر متغیر دینی حقائق اور ان تغیر پذیر انسانی خیالات میں ایک کشاکش سی قائم رہتی ہے۔ علمِ کلام کا کام یہ ہے کہ اس کشاکش کو دور کرے، لیکن اس کشاکش کو دور کرنے کا طریقہ بھی یکساں نہیں رہ سکتا، کیونکہ زمانہ کے خیالات اور ہر کوشش کرنے والے کی دماغی ساخت، ذہنی فعلیت اور طریق فکر یکساں نہیں ہوتا اس لیے زمانہ کے تغیر اور ہر صاحبِ فکر کے طریقِ فکر کے اختلاف سے اس کشاکش اور تصادم کے رفع کرنے کا طریق بھی بدلتا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر زمانہ کا علم کلام دوسرے زمانہ کے علم کلام سے الگ رہا کیا ہے، کیونکہ حملوں کی نوعیت کے بدلنے سے ان کی مدافعت کی نوعیت بھی بدلنی ضرور رہی ہے۔

کبھی آسمان کے خرق والتیام جزء لایتجزیٰ، استطاعت مع الفعل و قبل والفعل اور الواحد لایصدر عنہ الا الواحد کے مسائل نفیاً یا اثباتاً علمِ کلام کے اجزاء تھے، کبھی معجزات کا صدور نبوت کے ثبوت کا معیار تھا، کبھی قرآن پاک کی فصاحت و بلاغت اس کی حقانیت کا آئینہ تھی، کبھی ان محدانیتوں کے ثبوت کے دوسرے معیار پیدا ہو گئے، چنانچہ کبھی خرقِ عادت کی کثرت کسی دین کے ثبوت کا ذریعہ تھی اور کبھی خرقِ عادت کی سرے سے نفی دین کی صداقت کا معیار بنی، غرض کبھی وہمی یونانی فلسفیانہ خیالات کی عینک سے دین کو دیکھا گیا، کبھی اشراقی صوفیانہ نظریہ کی کسوٹی پر اس کو کسا گیا۔ کبھی منافع دنیاوی اور شواہد عقلی کی ترازو سے ان کو تولا گیا اور آج یورپ کے افکار و خیالات سے ان کو جانچا جا رہا ہے۔

اسی جدید عہد کے متکلمین کی کوششوں پر ایک نظر ڈالیے جو سید احمد خاں اور مفتی عبدہٗ کے زمانہ سے آج کے دن تک میدانِ عمل میں آئے، تو معلوم ہوگا کہ ہر دفعہ کا علم کلام دوسرے دفعہ سے الگ ہوتا رہا۔ سید صاحب اور مفتی عبدہٗ کا عہد وہ تھا جب سائنس کی ترقیوں نے مادیت کا زور پیدا کیا اور فطرت اور نیچر اور قواعد طبعی اور نیچرل لاز ہی صداقت کا معیار بن گئے۔ معجزات کی نفی کی گئی یعنی ان کی تاویل کی گئی، جنت و دوزخ اور عقائد مابعد الطبعی کی باطنی تشریح کی گئی اور اسلام کا نام فطرۃ الٰہیہ ایسے معنوں میں رکھا گیا جن معنوں میں نیچر کا لفظ بولا

جاتا ہے۔

اس کے بعد وہ زمانہ آیا جب فطرت اور نیچر کی بجائے تمدّن، تہذیب طرزِ سلطنت اور رفاہ عام کے طور و طریق ایک دین کی صداقت اور معیاری ہونے کے دلائل ٹھہرائے گئے۔ یہ وہی زمانہ ہے جب الفاروق لکھی گئی، الجزیہ لکھا لکھا گیا، حقوق الذمیین ترتیب پائے، اسلامی شفاخانے اور اسلامی کتب خانے وغیرہ اشرفیوں سے تولے گئے۔

اب گذشتہ جنگ عظیم نے جب کروٹ لی تو خیالات کی دنیا میں بھی تزلزل آیا، سیاسیات کے رنگ بدلے اور انسانی حقوق کے نئے نقشے ترتیب پائے پھر سوشلزم کی کامیاب وحدت نے جب روس کے تخت پر قبضہ کیا تو اقتصادیات کے نئے عقائد لوگوں میں پھیلے اور دینی حقائق کے معیار میں بھی ایک نئی تبدیلی آگئی۔

صرف پچھلے ساٹھ ستر برس کے سیاسی تغیرات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ متکلمین اسلام نے کیا کیا پہلو بدلے۔ سرسید تک کی تحریروں میں شخصیت پرستی کا دور تھا اور شخصی سلطنت ہی خیر و برکت کا موجب رہی۔ سید جمال الدین افغانی نے لکھا کہ اسلام کی غیر شخصیت عادلہ میں ہے۔ اسی پچھلے زمانہ کے ایک بڑے عالم باعمل کی تحریروں میں شخصی بادشاہی کو عین منشائے اسلام ہونے کی تلقین بکثرت ملتی ہیں۔

لیکن ان دماغوں نے جو ابتدائے عہد جدید میں بیدار ہوئے۔ دستوری حکومت کو منشائے اسلام قرار دیا اور پھر جمہوریت کا دور آیا جس میں اسلامی حکومت کو جمہوریہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔ ابھی اسی جنگ میں جب جرمنی میں ہٹلر اور اٹلی میں مسولینی کا عروج تھا اور بظاہر یہ نظر آتا تھا کہ فسزم اس معرکہ میں کامیاب ہو کر نکلے گا۔ طبائع میں یہ میلان پیدا ہو گیا کہ حکومت اسلامیہ کو ڈکٹیٹر شپ اور فسزم کے روپ میں پیش کیا جائے۔

اب فسزم اور ڈکٹیٹر شپ کی ناکامی کے بعد پھر سوشلزم کا زور ابھرنے لگا ہے اور اب موجودہ وقت وہ ہے جس کا علم کلام اسلام اور سوشلزم کے درمیان توفیق اور تطبیق ہے، بلکہ یہ ہے کہ سوشلزم کے مقابلہ میں اسلامی اصول سیاست و اقتصاد کی برتری ثابت کی جائے۔

تحدیث نعمت کے طور پر عرض ہے کہ آج تو اس موضوع پر لکھنے والے بہت سے اہل قلم ہیں لیکن ہندوستان میں سب سے پہلے خاتم الحروف کو اس کی توفیق ملی۔ غالباً ۱۹۱۰ء میں اسلام اور اشتراکیت کے عنوان سے ایک مفصل مضمون الندوہ میں سپرد قلم کیا۔ پھر اسی مضمون کو الہلال کلکتہ کی ادارت میں شمول کے بعد ۱۹۱۲ء میں "الحریۃ فی الاسلام" کے عنوان سے از سر نو لکھا جو الہلال کے کئی نمبروں میں شائع ہوا۔ اس وقت تک اشتراکیت صرف تخیل اور نظریہ تھا۔ اس نے کوئی عملی صورت اختیار نہیں کی تھی۔ اس کی عملی صورت تو ۱۹۱۸ء سے ظاہر ہوئی، جب جنگ عظیم کے خاتمہ کے قریب روس نے بالشویک انقلاب کو کامیاب کیا۔

روسی بالشویکوں کی کامیابی نے ایشیائی قوموں کے افکار میں ہیجان پیدا کر دیا اور خصوصیت کے ساتھ محکوم قوموں کے نوجوانوں کے دل و دماغ میں ایسی شر انگیزی پیدا کر دی ہے کہ سوشلزم ان کا مذہب اور مارکس اور اینجل کی تصانیف ان کا دینی صحیفہ بن گیا ہے اور ان کے اندر اس کی اشاعت اور کامیابی کے لئے وہی جد و جہد اور ایثار و قربانی کی روح پیدا کر دی ہے جو کبھی "مذہبی مجنونوں" کا خاصہ تھا۔

سوشلزم کی تحریک اگر صرف سیاسی و اقتصادی اصلاح طلبی کی چیز ہوتی تو مسلمانوں کو چنداں اس سے اختلاف نہ ہوتا، مگر اہلِ نظر جانتے ہیں کہ اس کی تہ میں لادینی دعوت کام کر رہی ہے، وہ "قیصر" اور "خدا" دونوں کو ایک ساتھ تخت اور عرش سے اتارنا اور قیصر کے محل اور خدا تعالےٰ کے معبد دونوں کو ڈھانا چاہتی ہے اور بقول اقبال یہ وہ دین ہے جس کا کلمہ لا الٰہ اور لا ملک ہے اور اسلام کا کلمہ لا الٰہ الا اللہ اور لا ملک الا اللہ ہے۔ اس سے معلوم ہوگا کہ سوشلزم ایک تخریبی

> سوشلزم کی تحریک اگر صرف سیاسی و اقتصادی اصلاح طلبی کی چیز ہوتی تو مسلمانوں کو چنداں اس سے اختلاف نہ ہوتا مگر اہل نظر جانتے ہیں کہ اس کی تہ میں لادینی دعوت کام کر رہی ہے وہ "قیصر" اور "خدا" دونوں کو ایک ساتھ تخت اور عرش سے اتارنا اور قیصر کے محل اور خدا تعالےٰ کے معبد دونوں کو برابر ڈھانا چاہتی ہے۔

تحریک اور اسلام ایک تعمیری دعوت ہے لیکن ایک حیثیت سے یہ مسئلہ کلام کے علمی و نظری تنگنائے سے نکل کر عملی زندگی کا معاملہ بن گیا ہے۔

یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے، مگر حقیقت ہے کہ اسلامی دعوت کی وسعت جو انسانی زندگی کے ہر گوشہ تک وسیع تھی وہ گھٹتے گھٹتے صرف چند عقائد اور چند عبادات تک محدود ہو کر رہ گئی۔ بنی امیہ نے اپنے عمل سے سیاست کو دین سے

خارج کردیا اور عباسیہ نے تہذیب و تمدن و آداب کو بھی دین کی ہمہ گیری سے الگ کرلیا۔ اس کے بعد ایرانی و ترکی و تاتاری سلاطین نے قرآن کے ساتھ آئینِ نوشیروانی اور توزکِ چنگیزی کا اضافہ کیا۔ وہ دین تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رکھتے تھے مگر ان کی سیاست اور خراج و باج کے آئین قیصر و کسریٰ اور چنگیز و ہلاکو کے دستور و قواعد پر مبنی تھے۔ اس لئے یہ ہماری پچھلی سلطنتیں مسلمانوں کی تو ضرور تھیں مگر اسلام کی نہ تھیں۔ یعنی ان کے فرمانروا مسلمان تھے مگر ان کی حکومت کا قانون اسلامی نہ تھا جس طرح آج انگریزی عہد میں بھی محمڈن لا جاری ہونے سے کوئی سلطنت اسلامی نہیں ہو سکتی تھی تو کل صرف نکاح و طلاق و وقف وغیرہ قوانین کے اجراء سے سلطنت اسلامی نہیں ہو سکتی۔ الا یہ کہ اس کے استعمال میں ہم ایک نوع کا مجاز اور تساہل برتتے ہیں۔

یہ کہنا صحیح نہیں کہ مسلمانوں نے اس اسلامی حقیقت کی تبدیلی کو آسانی سے مان لیا۔ جنگ جمل، جنگ صفین، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ۔ حجاج کی لڑائی، معرکہ کربلا، واقعہ حرہ جس میں اہل مدینہ نے بنو امیہ کے خلاف لڑائی لڑی۔ واقعہ قراء جس میں علمائے عراق نے بنو امیہ کے خلاف معرکہ آرائی کی، واقعہ نفس زکیہ جس میں سادات و علمائے حجاز نے مل کر عباسیہ کے خلاف پرزور بغاوت کی۔ یہ اور اس کے سوا دوسرے واقعات تھے جن میں اصلاح و انقلاب کے علمبرداروں کو کامیابی نہیں ہوئی۔ خونریزی اور فتنوں کا دروازہ کھول دیا۔ اس لئے پچھلے متکلمین اور فقہا نے یہ اصول بنا لیا کہ ہر اصلاح طلبی میں یہ دیکھنا چاہیئے کہ فتنوں کے نئے دروازے تو نہیں کھلتے اور حالات بد سے بدتر تو نہیں ہو جائیں گے۔

ان اصلاح طلبوں اور انقلابیوں کی ناکامی کی بڑی وجہ یہ تھی کہ انقلاب سے پہلے انہوں نے انقلاب کی دعوت کا دور اپنے اوپر نہیں گزارا، اور زمین میں ہل چلانے سے پہلے زمین میں تخم ریزی شروع کر دی۔ آخر اسی زمانہ میں ابومسلم خراسانی کی تحریک جس سے عباسیہ حکومت کا آغاز ہوا، اور اسماعیلیوں کی تحریک جس سے دولت فاطمیہ پیدا ہوئی اور محمد بن تومرت کی تحریک جس سے موحدین مراکش کی سلطنت قائم ہوئی اسی طرح دعوت کی راہ سے بڑھی اور پھیلی اور پھولی اور مدتوں قائم رہی، زمانہ کے انقلابات نے آج بہت سے امکانات پیدا کر دیئے ہیں، ہر جگہ شخصی سلطنتوں کے تخت خالی ہو گئے، دستوری اور جمہوری اور عوامی سلطنتوں کے آئین پر حکومتیں قائم ہو رہی ہیں، پھر کوئی وجہ نہیں کہ اسلامی اصول سلطنت قائم کیوں نہیں ہو سکتی، اس راہ کے جو موانع ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ مسلمان ملکوں کا بڑا حصہ نامسلمانوں کے قبضہ میں ہے، اس لئے ان مسلط قوتوں سے ٹکرائے بغیر اس میں کامیابی نہیں ہو سکتی۔

۲۔ مسلمان ملکوں میں جو آزاد بھی ہیں وہ نامسلمانوں کی سیاست اور مادی و ذہنی برتری کے سامنے عاجز و درماندہ ہیں یعنی ان کی ذہنی غلامی میں مبتلا ہیں، وہ انہی کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور انہی کے کانوں سے سنتے ہیں۔ وہ اسی کو خیر سمجھتے ہیں جس کو یورپ خیر سمجھتا ہے اور اسی کو شر جانتا ہے جس کو یورپ شر کہتا ہے۔

۳۔ اور سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اسلامی سیاست و حکومت کے آئین و اصول و دستور سے خود مسلمان واقف نہیں۔ صدیوں کی ظلمت و جہالت نے اسلام کے نور پر پردے ڈال دیئے ہیں اور قیصری و کسرائی و خاقانی دستور و آئین اس طرح مخفی ہو گیا ہے کہ آج ہم کو اس قیصریت و کسرائیت میں جس کو مٹانے کو اسلام آیا تھا اور اسلام میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا۔ اسلامی حکومت و سیاست کے مولفین میں بڑا نام قاضی ماوردی شافعی کا ہے وہاں بھی اصل حقیقت مستور ہے۔ ایک دوسرے حنبلی عالم کی کتاب بھی چھپ گئی ہے، اس میں بھی اس حقیقت کا پتہ نہیں۔ ابن خلدون کے مقدمہ میں بہت کچھ ہے مگر ماضی کی داستان سرائی نے حال و مستقبل پر پردہ ڈال دیا ہے۔

حق یہ ہے کہ اس باب میں ہندوستان کے مصلح اعظم شاہ ولی اللہ صاحبؒ کو اولیت کا شرف حاصل ہے۔ ازالۃ الخفاء عن تاریخ الخلفاء صرف علم کلام اور مناظرہ کی کتاب نہیں ہے بلکہ اسلامی اصول سیاست و خلافت پر بڑی دقیق اور محققانہ کتاب ہے، لیکن مطالب دوسرے مضامین کے ساتھ متفرق اور بکھرے ہوئے ہیں۔ مولانا اسمٰعیل شہیدؒ پہلے شخص ہیں جنہوں نے منصب امامت میں اسلامی اور غیر اسلامی اصول و آئین حکومت کو خالص کر کے دکھایا اور مسلمانوں کی حکومتوں اور سلطنتوں کے مدارج اور مراتب مقرر کئے۔

اب جب مسلمانوں کی آنکھیں کھلی ہیں تو نظر آتا ہے کہ یورپ کے پیدا کردہ اقلیت اور اکثریت کے مسئلہ نے ایسی اہمیت پیدا کر لی ہے اور وہ دماغوں پر اس طرح مسلط ہے کہ ان ملکوں میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں، اپنے لئے کسی اصول و آئین کا قیام ان کا سرتاسر محال نظر آتا ہے اور جہاں وہ اکثریت میں ہیں یورپ کے پیدا کردہ

مسلک وطنیت نے ان کو از خود فراموش بنا رکھا ہے اور مسلمان کی زندگی ان دونوں باطل نظریوں اور عقیدوں کی نذر ہو رہی ہے اور ہندوستان کی وہ اسلامی تحریک جو ان دونوں سے خوددارانہ علیحدگی چاہ رہی ہے، وہ ابھی تک ایجابی کی بجائے سلبی قوت ہے اور دوامی اور پائیدار زندگی ایجابی تعمیری قوت کے اندر مضمر ہے۔ بہر حال توقعات قائم ہیں۔ اصلاح کی کوششیں جاری رہیں تو ممکن ہے کہ دوسروں کی نقالی کی بجائے خود اپنے اسلاف اولین کے کارناموں پر نظر پڑے اور یونانی و رومانی قانون و طریق عدل کی جگہ کتاب و سنت اور قانون اسلام کی اتباع کا شوق پیدا ہو، لیکن اس کے لئے اصلاحی جدوجہد اور اسلامی سیاسیات پر صالح لٹریچر لکھ کر پھیلانے کی ضرورت ہے۔

اس موقع پر ایک واشگاف بات کہنی ضرور ہے۔ بعض اہل قلم اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ موجودہ جمہوریت کے اصول و آئین کو ایک ایک کر کے لیں اور اس کا سراغ اسلام میں لگائیں اور اسلامی شریعت کی دلیلوں سے ثابت کریں۔

دوسری طرف یہ کوشش جاری ہے کہ خلافت راشدہ کے انتخابی و انتظامی طریقوں کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ نکالیں اور ان کو جامد اصول کی طرح تسلیم کریں، جیسا کہ ہمارے متکلمین اور فقہائے سیاست نے خلفاء اربعہؓ اور امیر معاویہؓ کے طریق انتخاب اور تسلط و استیلا کو ہمیشہ کے لئے دائمی اصول قرار دے لیا ہے حالانکہ پیش آجانے والے واقعے کسی مذہب کے ایسے مقررہ اصول نہیں بن سکتے جن میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی، جس طرح جہاد فرض ہے اور اس کے آلات جو عہد خلافت میں رائج تھے، حملہ اور دفاع کے آلات ان میں محدود نہیں زمانہ کے حالات کے ساتھ ان میں ترقی اور تغیر ممکن ہے۔

انتخاب کے نئے آئین بن سکتے ہیں، قانون سازی اور اختلاف آراء کے موقع پر فیصلوں کے طریقوں میں نئی راہیں نکالی جاسکتی ہیں۔ اجماع اور قیاس کے اصول کے بہت سے نئے فیصلوں کی گنجائش ہے، اگر ضرورت ہے کہ یہ سب کچھ کتاب و سنت، قضایائے خلفاء راشدین اور مسلمات فقہائے اسلام پر اس طرح مبنی ہوں جس طرح یورپ کے ہر قانون کی بنیاد رومن لا کے اصولوں پر ہے۔

ہم نے جہاں تک اسلام کے سیاسی اصولوں کا جو کتاب و سنت میں پھیلے ہیں، مطالعہ کیا ہے یہ چیز نظر آتی ہے کہ چند بنیادی اصول ایسے ہیں جو اسلام میں اصول کی حیثیت رکھتے ہیں جن سے انحراف ہی نہیں، مثلاً یہ کہ:

۱۔ خلیفہ کے انتخاب میں کہ وہ بہتر سے بہتر ہو جتنی کاوش ممکن ہو کی جائے، پھر انتخاب کے بعد اس کے احکام کی جو کتاب و سنت اور مصالح مسلمین کے خلاف نہ ہوں اس کا حکم واجب الاتباع ہے۔

۲۔ امور مہمہ میں جو منصوص نہ ہوں اہل حل و عقد سے شوریٰ کیا جائے۔

۳۔ بیت المال خلیفہ کی ذاتی ملک نہیں، وہ صرف مصالح مسلمین کے لئے ہے اس میں ہر ناجائز تصرف خیانت ہے اور بیت المال اور اس کے اصول و قواعد اسلامی سیاست اقتصاد کے نہایت ہی اہم حصول ہیں۔

۴۔ سلطنت کے نظم و نسق میں حد درجہ سادگی اور کم خرچی اختیار کی جائے۔

۵۔ عہدہ دار اور اہل منصب میں ادائے فرض کے اندر پوری امانت برتی جائے ان میں سے ہر فرد اپنے کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ سمجھے۔

۶۔ عہدہ داران سلطنت کے لئے مقررہ وظیفہ کے علاوہ رعایا سے کسی کام کا تحفہ نذرانہ اور اخذ زر قطعاً ناجائز ہے۔

۷۔ رعایا سے شرعی ٹیکس کے علاوہ دوسرے قسم کے غیر شرعی ٹیکس نہیں لئے جاسکتے۔ فقہ میں اس کی تفصیلات موجود ہیں۔

۸۔ حکام پر پورا پورا عدل و انصاف فرض ہے۔ عدل و انصاف کی راہ میں رشوت طرفداری، بے انصافی ظلم گناہ کبیرہ ہے۔

۹۔ کاشتکار اور زمیندار کے درمیان اتنا ہی تعلق ہے جتنا ایک مزدور یا اجارہ دار اور مالک کے درمیان ہے، اس کے تفصیلی احکام فقہ کی کتابوں میں ہیں۔

۱۰۔ اسلامی حکومت کے اندر ہر مسلمان جو معذور نہ ہو اس کا سپاہی ہے۔

۱۱۔ غیر مسلم رعایا کی حفاظت جان و مال و مذہب کے مسلمان ذمہ دار ہیں اور ان سے مصالحت کے وقت جو شرطیں قرار پائی ہوں ان کو پورا کرنا حکومت پر واجب ہے۔

۱۲۔ قانون اور حدود میں ہر ادنیٰ و اعلیٰ برابر ہے۔

یہ کچھ چند سرسری واقعات ہیں تلاش سے ان میں کچھ اور اضافہ ہو سکتا ہے۔ ان دفعات پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اسلامی اصول سیاست ظاہری ہیئت و شکل پر زیادہ زور نہیں دیتا، بلکہ اس کا اصلی زور روح اور اسپرٹ پر ہے۔ اس اصلی روح اور اسپرٹ کی بحالی کے ساتھ اگر غیر قوموں سے نظم و نسق کے کچھ قواعد لئے جائیں تو کچھ حرج نہیں، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خندق میں کھائی کھود کر حصار بنا لینے کا طریقہ اہل فارس سے حاصل کیا۔ آلات جنگ میں منجنیق کا استعمال اہل یمن سے عہد نبوی ہی میں (باقی ص ۲۱ پر)

اللہ والوں کی دنیا — حافظ ارشاد احمد دیوبندی

سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

اَللّٰھُمَّ اَکثِر مَالَہٗ وَوَلَدَہٗ وَاَدخِلہُ فِی الجَنَّۃِ

از حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سیدنا حضرت انس بن مالک بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصاری خزرجی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام خدام میں سے بڑی اہمیت اور فضیلت کے مالک تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پورے دس برس تک بڑے خلوص و للّٰہیت کے جذبہ سے سرشار ہو کر بے لوث آپ کی خدمت کی ہے۔ سیدنا حضرت انس بن مالک خود فرماتے ہیں کہ میں نے دس برس تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمات انجام دیں قسم ہے رب العالمین کی کہ سفر و حضر میں جس قدر میں کام کرتا تھا اس سے ایک تو آپ ہی میرا کام زیادہ کرتے تھے اور کبھی دس برس کے پورے عرصہ میں آپؐ نے مجھے کوئی سخت جملہ ہی نہیں فرمایا، بلکہ اف تک بھی نہیں کہا اور نہ ہی کبھی یوں فرمایا کہ تو نے فلاں کام کیوں نہیں کیا یا تم نے فلاں کام کیوں کیا ہے؟

آپ کی والدہ ماجدہؓ کا نام ام سلیم بنت سلمان ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف فرما ہوئے تو اس وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر تو یا دس برس کی تھی

آپ کی والدہ صاحبہ جو اسلام کی نعمت سے مالا مال تھیں آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بحیثیت خادم کے پیش فرمایا جسے آپؐ نے بڑی مسرت کے ساتھ اس کم سن خادم کو قبول فرما لیا ویسے خدمت میں تو کسی صحابیؓ نے کمی نہیں کی، خدا کی قسم اصحابِ محمدؐ نے آپ کی متابعت اور خدمات کے وہ تاریخی کارنامے انجام دیے ہیں کہ آج پورے چودہ سو برس کے بعد بھی تاریخی کتب میں انہیں دیکھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جب مشرکین مکہ نے غزوہٗ احد میں شکست فاش کھائی تو وہ بچھڑوں کی طرح اپنے زہر سے مسلمانوں کو ڈسنے کے لئے تیار ہو گئے۔ ایک کمینہ خصلت عورت سلافہ بنت طلحہ بن ابی طلحہ علیہا علیہ کی زوجہ کے کہ اس عورت کے چار عدد بیٹے اور ایک خاوند غزوہٗ احد میں مارے گئے تھے کا انتقام لینے کے لئے یہ منادی کرائی کہ جو شخص مجھے عاصم بن ثابتؓ کا سر اتار کر یا زندہ گرفتار کر کے میری تحویل میں دے گا میں اسے سو عدد اونٹ بطور انعام دوں گی۔ حضرت سیدنا عاصمؓ کے ہاتھوں اس کے دو بیٹے مارے گئے تھے۔ اسی لئے اس سلافہ نے نذر مانی تھی کہ میں حضرت سیدنا عاصمؓ کے سر کے کاسہ میں شراب پیوں گی۔ ایک شخص یہ منادی سن کر سو اونٹوں کی طمع اور لالچ میں اس غرض سے اپنے گھر سے روانہ ہوا اور چھ آدمی مزید بھی اس مکروہ عمل کی تکمیل کے لئے اپنے ہمراہ لے گئے اور انہوں نے یہ فریب اختیار کیا کہ بظاہر مسلمان ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب میں سے ہمارے ساتھ چند آدمی روانہ فرمایئے کہ وہ ہماری قوم کو قرآن کریم کی تعلیم دیں اور اس نے کوشش یہ کی کہ عاصمؓ بھی اس جماعت میں ضرور شریک ہوں، اس لئے کہ ان کی طبیعت ہمارے مزاج کے موافق ہے۔ پھر خود حضرت عاصمؓ کے گھر میں بھی یہ لوگ گئے اور ان کو بڑھا کر کہا کہ ہم تجھ کو

اپنے ہمراہ ضرور لے جائیں گے اور ان سے بڑی محبت کا اظہار فرمایا۔ بالآخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دس اصحاب پر مشتمل ایک قافلہ ان بے ایمان لوگوں کے ساتھ کر دیا اور سیدنا حضرت عاصمؓ کو ان کا امیر مقرر فرمایا۔ جب یہ قافلہ مکہ مکرمہ کے قریب آیا تو [illegible] کے سرکش ساتھیوں کو اطلاع کر دی گئی۔ یہ سن کر پورے سو آدمی ان اصحابؓ کے مقابلہ کے لئے نکلے۔ جب اس جماعت کے قریب کا علم اصحابِ محمدؐ کو ہوا تو وہ ایک ٹیلے پر چڑھ گئے۔ جب دشمنوں نے ان کو گھیر لیا تو سردار قافلہ حضرت عاصمؓ نے اپنے ساتھیوں کو کہا کہ شہادت کے حصول کو غنیمت سمجھو اور لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ کافروں نے یہ سن کر کہا کہ لڑائی کی تیاری کرو اور دیکھو کیا تم ہمارا مقابلہ کر سکتے ہو گر حضرت عاصمؓ نے فرمایا کہ ہمیں مارے جانے کا کوئی ڈر نہیں۔ دین اسلام کے لئے سر پیش کر دینا کوئی بڑی بات نہیں، اگر تم بھی یاد رکھو کہ اپنے مذموم عزائم میں تم کبھی کامیاب نہیں ہو سکو گے۔ کفار نے حضرت عاصمؓ کو بہت کہا کہ جلدی نہ کرو اور اپنی جان کو ہلاک نہ کرو ہم تم کو امان دیتے ہیں۔ مگر حضرت عاصمؓ نے فرمایا کہ میں کافر کی امان میں نہیں آنا چاہتا اور میں نے سنا ہے کہ سلافہ نے قسم کھا رکھی ہے کہ میرے کاسۂ سر میں وہ شراب پیئے گی۔ پھر دعا فرمائی یا اللہ تو ہمارے حال کی اپنے رسول محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کر دے۔ سو اللہ تعالیٰ نے یہ دعا منظور فرما کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقت حال سے آگاہ فرما دیا۔ سب سے پہلے حضرت عاصمؓ نے کفار کو تیر مارا اور اسی طرح اپنے سب تیر ختم کر ڈالے۔ پھر تیروں کے بعد نیزہ سے لڑے۔ جب نیزہ ٹوٹ گیا، تب تلوار لی اور تلوار سے لڑتے رہے حتیٰ کہ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ اس دوران دعا بھی کی یا اللہ میں تیرے دین کی بلندی کے لئے لڑا ہوں اور اب اپنی جان تیرے حوالے کر رہا ہوں تو میری حفاظت فرما۔ ادھر کفار نے بڑی کوشش کی کہ آپؓ کا سر اتار کر اس عورت کے حوالہ کر کے سو اونٹ انعام حاصل کریں، مگر قدرت نے شہد کی مکھیوں کا ایک عظیم لشکر بھیج کر حضرت عاصمؓ کے جسم مبارک پر جھرمٹ باندھ دیا جس سے کسی کافر کو بھی قریب پھٹکنے کی قوت نہ ہو سکی۔ جب رات آئی تو قدرت نے ایک بہت بڑا سیلاب بھیجا کہ حضرت عاصمؓ کا بدن مبارک بہا کر لے گیا۔ اس طرح کفار خائب و خاسر اور خسر الدنیا و الآخرہ ہو کر نامراد لوٹے۔ جب یہ ملعون اس عورت سلافہ کے پاس گئے اور سو اونٹوں کا مطالبہ کیا کہ ہم نے عاصم کو قتل کر ڈالا ہے تو سلافہ نے انکار کر دیا کہ میری شرط یہ تھی کہ سر کاٹ کر یا زندہ گرفتار کر کے میری تحویل میں دو۔ چونکہ یہ شرط پوری نہیں ہوئی، اونٹ نہیں دوں گی۔ اب حضرت عاصمؓ کے ساتھیوں میں سے صرف حضرت خبیبؓ کفار کے دجل و فریب میں آ کر اس ٹیلہ سے اتر آئے تھے۔ کفار نے بدعہدی کر کے ان کو زندہ گرفتار کر لیا۔ ان کے ساتھ حضرت عبداللہؓ بن طارق بھی تھے۔ جب ان حضرات نے ان کے دھوکہ کو واضح طور پر دیکھ لیا تو انہوں نے بھی کفار کے ساتھ لڑائی شروع کی۔ کفار نے پتھر برسائے جس سے حضرت عبداللہ تو شہید ہو گئے اور حضرت خبیبؓ زندہ گرفتار کر لئے گئے۔ ایک اور ساتھی بھی حضرت خبیبؓ کے ہمراہ تھے۔ غالباً ان کا نام زیدؓ تھا۔ کفار نے حضرت خبیبؓ کو حارث بن عامر کے بیٹوں کے پاس فروخت کیا جس کے سو اونٹ کفار کو آپ کے بدلہ میں انعام کے طور پر ملے اور زیدؓ کو صفوان بن امیہ نے بعوض پچاس اونٹ کے خریدا۔ یہ دونوں ساتھی ماہ ذیقعد مکہ مکرمہ پہنچے۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ نے بخاری شریف میں یہ واقعہ یوں درج فرمایا ہے کہ حضرت خبیبؓ نے ایک بار استرا زیر ناف کے بالوں کی صفائی کے لئے لیا تو اسی حالت میں حارث کا ایک چھوٹا بچہ بھی حضرت خبیبؓ کے پاس کھڑا ہوا تھا جس کو آپ نے اپنے زانو پر بٹھا رکھا تھا۔ اس بچہ کی ماں کو ڈر ہوا کہ شاید انتقام سے بچے کو مار نہ ڈالے۔ عورت [illegible] مگر حضرت خبیبؓ نے فرمایا کہ مت ڈرو خدا کی قسم ہم مسلمان اس طرح ہرگز نہیں کرتے۔ وہ عورت کہتی ہے کہ میں نے حضرت خبیبؓ سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا اور میں نے حالت قید میں بھی حضرت خبیبؓ کو انگور کھاتے ہوئے دیکھا ہے حالانکہ وہ انگوروں کا موسم بھی نہیں تھا اور حضرت خبیبؓ کو ان لوگوں نے زنجیروں سے جکڑا ہوا تھا۔ اس حالت میں اللہ رب العالمین انہیں انگوروں کا رزق غیب سے پہنچایا کرتے تھے۔ پھر ان کفار نے حضرت خبیبؓ اور حضرت زیدؓ دونوں کو سولی دے کر ان کی ارواح مقدسہ کو دنیا سے اعلیٰ علیین کے اعلیٰ مقامات پر پہنچا دیا۔ حضرت خبیبؓ نے کفار سے کہا کہ مجھے اتنی مہلت دو کہ میں دو رکعت نماز ادا کر لوں۔ مقتولان بے گناہ کے لئے بعد میں یہ دو رکعت نماز سنت قائم ہو گئی اور انہوں نے دو شعر پڑھے اور سولی پر لٹک گئے۔ ہاں ان کفار نے حضرت خبیبؓ کو بہت کہا کہ اگر تم دین اسلام کے باغی ہو جاؤ تو ہم تمہیں ابھی ابھی رہا کر دیتے ہیں۔ حضرت خبیبؓ نے کہا کہ اگر تمام روئے زمین بھی میری تحویل میں دے دی جائے تب بھی میں اسلام سے ہرگز نہ پھروں گا۔ یہ ایک جان کیا ایسی لاکھوں کروڑوں جانیں اسلام کے نام پر قربان کرنا ہم فخر سمجھتے ہیں۔ پھر کافروں نے کہا کہ اب تو تمہارا خیال یہ ہو گا

کہ تمہاری جگہ محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سولی دی جاتی اور تم اپنے گھر میں سلامت ہوتے۔ حضرت خبیبؓ نے جواباً فرمایا کہ تمہارا جو خیال آئے تم میرے ساتھ وہی کچھ کر گزرو، مگر میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ایسی کوئی لغو بات منہ سے نہ نکالو۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ چاہے میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں مگر میرے آقا سردار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں ایک کانٹا بھی نہ چبھے ورنہ اس کی چبھن سے مجھے اتنی تکلیف ہوگی کہ میں اس کو گوارہ نہیں کر سکوں گا۔ تو مقتولان بدر کی اولاد اور رشتہ داروں نے جو چالیس آدمی تھے آپ کے جسم پر تیروں کی بارش کر دی اور نیزے مارنے شروع کئے تو اس وقت خود بخود حضرت خبیبؓ کا منہ بیت اللہ کی طرف ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے جس نے میرا منہ بیت اللہ کی طرف کر دیا ہے۔ پھر آپ کا منہ بیت اللہ سے پھیر دیا گیا تو آپ نے فرمایا فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ اور دعا فرمائی یا اللہ سب دشمن ہیں کوئی دوست نہیں بجز تیرے میرا اسلام اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دے۔ زیدؓ بن اسلم سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں موجود تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے آثار ظاہر ہوگئے۔ بعدازاں آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت خبیبؓ کو ایسی ایسی حالت میں کفار نے قتل کر دیا ہے اور یہ میرے ساتھ بیٹھے ہوئے حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ خبیبؓ کا سلام پہنچاتے ہیں اور پھر حضرت زیدؓ کے بارے میں فرمایا کہ اس کو بھی قتل کر دیا گیا اور جیسی گفتگو حضرت خبیبؓ سے کفار نے کی تھی ویسی ہی حضرت زیدؓ سے بھی کی ہے اور حضرت زیدؓ نے بھی وہی جواب دیا ہے جو حضرت خبیبؓ نے دیا تھا۔ کفار ظالموں نے ہمیشہ کے لئے حضرت خبیبؓ کی نعش کو سولی پر دن رات لٹکائے رکھا جس کو چالیس یوم گذر گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہے کوئی جو اس عاشق صادق کی نعش کو سولی سے اتار کر لے آئے۔ چنانچہ اس خدمت کے لئے حضرت زبیرؓ اور مقدادؓ نے اپنے آپ کو پیش کیا اور اس مہم کے لئے روانہ ہو گئے۔ یہ دونوں دن کو چھپے رہتے اور رات کو برابر سفر کرتے رہتے۔ یہاں تک کہ ایک رات نعش کے قریب پہنچے جس پر چالیس لوگ پہرہ دے رہے تھے، مگر وہ سب اونگھ رہے تھے۔ ان دونوں خدامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خبیبؓ کی نعش کو سولی سے اتار لیا اور گھوڑے پر رکھ کر چلے گئے۔ حضرتؓ کو شہید ہوئے چالیس یوم گذر گئے تھے مگر آپ کا جسم مبارک ویسے ہی تھا اور زخموں سے خون ٹپکتا تھا اور مشک کی خوشبو آتی تھی۔ کفار کو صبح کو علم ہوا تو ان لوگوں نے تعاقب کیا جب قریب پہنچے تو ان دونوں اصحابؓ نے حضرت خبیبؓ کی نعش کو زمین پر رکھ دیا جسے زمین فوراً نگل گئی۔ اس لئے حضرت خبیبؓ کو "بلیع الارض" بھی کہتے ہیں۔ حضرت زبیرؓ نے کفار سے ایسی گفتگو کی کہ وہ دہشت زدہ ہو کر واپس لوٹ گئے۔ ان دونوں اصحاب نے مدینہ آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری رپورٹ پیش کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابیؓ کے ذریعہ اس غدار آدمی کو جو حضرت عاصمؓ کو مدینہ آکر اسلام کی تبلیغ کے لئے ہمراہ لے گیا تھا، شاید اس کا نام سفیان بن خالد ملعون تھا کو قتل کرا دیا جس کے قتل کا واقعہ قدرے طویل ہے۔ ہاں اس کا سر کٹا ہوا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ڈال دیا گیا تو آپؐ نے خوشی کا اظہار فرمایا۔ یہ ایک دو واقعات اس لئے نقل کئے ہیں کہ ہر صحابی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم تھا، مگر حضرت انس بن مالک خادم خاص تھے۔ آپ کی والدہ محترمہؓ آپ کو اپنے ہمراہ لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بچہ آپ کی خدمت کے لئے وقف ہے۔ چنانچہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم مقرر ہو گئے۔ پھر ایک اور بار آپ کی والدہ بی بی ام سلیمؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کمسن خادم کو لے کر آپؐ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ اپنے اس چھوٹے خادم کے لئے دعا فرمائیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ کے ساتھ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ کَثِّرْ مَالَہٗ وَوَلَدَہٗ
وَاَدْخِلْہُ فِی الْجَنَّۃِ

اے اللہ اس کے مال اور اولاد میں برکت دے اور اس کو جنت الفردوس میں داخل فرما۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اس دعا کا ایسا اثر ہوا کہ میری سَو سے زیادہ اولاد پیدا ہو چکی ہے اور میرے باغیچے سال میں دو مرتبہ پھلتے ہیں اور تیسری بات مجھے اپنے رب سے کامل و مکمل یقین ہے کہ میں داخل جنت کیا جاؤں گا۔

حضرت انس بن مالکؓ کی عمر میں بھی اللہ رب العالمین نے کافی برکت عطا فرمائی اور آپؓ نے ۱۰۳ برس کی عمر میں وفات پائی۔ حضرت انسؓ کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بال

(موئے) مبارک تھا جس کے بارے میں آپؓ نے وصیت فرمائی تھی کہ یہ موئے مبارک وفات کے بعد میرے منہ میں رکھ دینا۔ چنانچہ آپ کی اس وصیت کے مطابق وہ موئے مبارک آپ کے منہ مبارک میں رکھ دیا گیا۔ حضرت انسؓ نے حضرت فاروق اعظمؓ کے دورِ خلافت میں آپ سے رخصت لے کر بصرہ میں سکونت اختیار فرمائی تھی اور اس علاقے میں آپ نے بہت دلجمعی کے ساتھ اسلام کی خدمت کی ہے اور تمام اصحابؓ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہی آپ کا وصال ہوا۔ چونکہ آپ کی زندگی ہی میں اصحابؓ محمدؐ سب کے سب جنت الفردوس کو سدھار چکے تھے، اس لئے مسائل دریافت کرنے کے لئے آپ کے پاس کافی لوگوں کا جم غفیر رہا کرتا تھا۔ آپ خود فرماتے تھے کہ اب اصحاب محمدؐ سب کے سب وفات پا چکے ہیں۔ ہاں ممکن ہے کہ دیہات میں کوئی اکا دکا رہتا ہو جس کا مجھے علم نہ ہو۔ آپ کی مرویات کی تعداد بھی کافی احتیاط کے باوجود حضرت سیدنا ابی ہریرہؓ کے بعد سب اصحابؓ سے زیادہ ہے۔ منقول ہے کہ آپ کی مرویات کی تعداد (۲۲۸۶) ہے اور خصوصاً سیرت سے متعلق تو آپ کی مرویات کی تعداد تمام اصحاب سے زیادہ ہے۔ اس لئے شمائل ترمذی کھول کر دیکھئے تو عن انسؓ کی تعداد کافی مقدار میں ہے۔ حضرت انس کی مرویات میں سے ہمارا خیال تھا کہ چند مرویات اس مضمون میں ذکر کروں گا، مگر مضمون پورا ہو چکا ہے۔ اس لئے صرف آپ کی روایت کردہ ایک حدیث پیش خدمت ہے۔ حضرت انسؓ کی روایت کردہ حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بلادِ شام سے مدینہ منورہ تک مختلف مقامات کی سیر کرتا ہوا اپنے رب پر توکل کر کے بلا معیت قافلہ تجارت کیا کرتا تھا۔ ایک بار یہ شخص شام سے واپس ہو رہا تھا کہ اچانک ایک چور آپ کے سامنے آ گیا جو ایک گھوڑے پر سوار تھا۔ اس نے آتے ہی تحکمانہ لہجہ میں تاجر کو آواز دی۔

"ٹھہر جاؤ"

تاجر بیچارہ فوراً ٹھہر گیا اور چور سے بولا۔ یہ مال حاضر ہے جو میں خود بخود آپ کو پیش کرتا ہوں۔

مگر یہ چور جو بہت سرکش اور متکبر تھا کہنے لگا مال تو میرا ہے۔ میں تو آپ کی جان لیتا ہوں۔

تاجر نے کہا کہ اچھا مجھے تھوڑی سی مہلت دیجئے تاکہ چار رکعت نماز ادا کر لوں۔

چور نے کہا تجھے نماز کی اجازت ہے۔ پھر اس تاجر نے نماز ادا کی اور اس نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر دعا کی۔ تاجر نے یہ دعا تین بار مانگی نزدیک ایک ایک اور شہ سوار آیا جس کے ہاتھ میں ایک نیزا تھا۔ جب چور نے اس شہ سوار کو دیکھا تو اس تاجر کو چھوڑ کر اس کی طرف لپکا اور جب قریب پہنچا تو اس شہ سوار نے اس کو تیر مار کر وہیں ڈھیر کر دیا اور پھر اس تاجر سے کہا کہ میں فرشتہ ہوں اور تیسرے آسمان سے آیا ہوں۔ جب تو نے پہلی بار دعا کی تو ہم نے آسمان کے دروازوں سے ایک آواز سنی تو ہم نے خیال کیا کہ واقعی آج کوئی حادثہ پیش آنے والا ہے، اور جب تم نے دوسری مرتبہ دعا مانگی تو آسمان کے دروازے کھول دیے گئے دراں حالیکہ اس سے آگ کے شرارے اڑ رہے تھے، اور پھر جب تم نے تیسری بار دعا مانگی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اتر کر ندا کی کہ یہ غمزدہ آدمی کون ہے؟ پس میں نے اپنے اللہ سے یہ دعا مانگی کہ یا خدایا اس ظالم آدمی کے قتل کے لئے مجھے مقرر فرمائیے۔ اے بندۂ خدا جو آدمی کبھی مصیبت کے وقت جن کلمات کے ساتھ تو نے دعا مانگی ہے، دعا مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ یقیناً اس کی دعا کو منظور فرماتا ہے اور اس کی امداد کرتا ہے اور اس کے غم دور کر دیتا ہے۔ اس کے بعد اس تاجر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر یہ مکمل واقعہ سنایا تو یہ واقعہ سن کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رب العزت نے تجھ کو ان پیارے ناموں کی تلقین کی ہے کہ جب ان کلمات طیبات کے توسل سے دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اور جب ان کلمات کے واسطے سے سوال کیا جائے تو خداوند تعالیٰ عطا فرماتا ہے اس لئے یہ کلمات طیبات یعنی اس تاجر نے جو دعا مانگی تھی وہ ہم بھی بطور ہدیۂ قارئین حضرات کی خدمتِ اقدس میں پیش کرتے ہیں۔ آپ بھی ان کلمات دعائیہ کو یاد کر لیں اور مصیبت کے وقت اپنے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کریں اور جو مصیبت زدگان بھائی ہوں ان تک اس دعا کے کلمات کو ضرور ضرور پہنچائیں۔

دعائیہ کلمات

يَا وَدُودُ يَا ذَا الْعَرْشِ الْمَجِيدِ يَا مُبْدِئُ يَا مُعِيدُ يَا فَعَّالُ لِمَا يُرِيدُ أَسْأَلُكَ بِنُورِ وَجْهِكَ الَّذِي مَلَأَ أَرْكَانَ عَرْشِكَ وَأَسْأَلُكَ بِقُدْرَتِكَ الَّتِي قَدَرْتَ بِهَا عَلَى جَمِيعِ خَلْقِكَ وَأَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ يَا مُغِيثُ أَغِثْنِي.

ثلاث مرات (تین بار)

باقی صفحہ ۳۱ پر

سید عطاء الرحمٰن جعفری
بی۔ اے آنرز

الٰہی بخش ساجد

دین اسلام دین فطرت ہے
فطری تقاضے اور نظام اسلام

اسلام کی خوبیوں اور اس کے محاسن و فضائل کے بارے میں لوگوں نے بہت کچھ لکھا اور کہا ہے اور یہ سلسلہ تا قیام قیامت جاری رہے گا اور جیسے جیسے انسان کا علم اور اس کا مشاہدہ اس کی ضروریات اور اس کے مسائل بڑھیں گے اس نظام حیات کی خوبیاں نکھرتی جائیں گی اور شاید جلد ہی وہ وقت آ جائے گا کہ جب انسانی من حیث المجموع اس ربانی تحفہ کی صرف داد ہی نہیں دے گا بلکہ خود کو اس کے اختیار کرنے پر مجبور پائے گا۔ اسلام کی جو خوبی سب سے زیادہ متاثر کرتی ہے وہ اس نظام حیات میں پایا جانے والا توازن و عدل اور حسن تناسب ہے کہ عین مطابق فطرت ہے۔ اس نظام حیات کے کسی بھی پہلو کا کسی بھی زاویہ نگاہ سے جائزہ لیجئے تو آپ اس میں توازن، اعتدال اور تناسب کو اس کے اپنے حقیقی اور عینی مفہوم میں موجود پائیں گے۔ ایسا توازن و عدل اور ایسا حسن تناسب جو شاید ہی کسی ماہر مہندس کے مرتب کئے ہوئے ہندسی خاکے میں پایا جا سکتا ہو۔ غرض یہ توازن اعتدال اس دین کی تمام خصوصیات میں سب سے زیادہ دلکش روح پرور اور جاذب توجہ ہے۔

اس نظام حیات میں پائے جانے والے اعتدال و تناسب کی کوئی مثال ہو سکتی ہے تو وہ انسان کا بدن ہے۔ انسان اس کائنات کی سکڑی اور سمٹی ہوئی شکل ہے اور اعتدال و تناسب اس کی روح اور اساس ہے۔ دین اسلام فطری دین ہے دین فطرت کی حقانیت پر ایمان قطعی اور اعتقاد راسخ ایک عظیم دولت ہے۔ بے شک اور بلاشبہ انسان پر اللہ تعالٰی کا یہ سب سے عظیم اور سب سے بڑا احسان ہے کہ اسے دولت ایمان و اعتقاد میسر ہے۔ میں اپنے خالق اور اپنے مربی کے احسان کا شکر ادا کرنے کے لئے ان تمام لوگوں کو اور ان تمام صلاحیتوں کو عاجز پاتا ہوں جو مجھے تحریر کے ذریعے اپنا مافی الضمیر ادا کرنے پر قدرت عطا کرتی ہیں۔ آج اس دین کی حقانیت کا عقیدہ جو مجھے حاصل ہوا اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ اس نظام دین کو وضع کرنے والا وہی حکیم و خبیر ہے جس نے میری فطرت کی تخلیق فرمائی ہے، جیسا کہ سورہ روم میں اس کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی ہے کہ:

"یہ دین انسانی
فطرت کے عین مطابق
ہے جس پر اللہ تعالٰی نے
انسان کی تخلیق فرمائی
ہے"

مزید ارشاد ہوتا ہے:

"یہ فطرت ناقابل تغیر ہے
اور اسی بنا پر یہ مطابق
فطرت دین ہے یہی دین قیم
ہے لیکن بیشتر لوگ اس
حقیقت سے ناواقف ہیں"

اس ارشاد ربانی کے مطابق دین اسلام کے دین فطرت ہونے کا معاملہ ہمارے ایمان و اعتقاد کا معاملہ ہے، لیکن جب ہم اسلام کی تعلیمات اس کے اصولوں اور احکام کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمارا وجدان اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ یہ دین حقیقتاً ہماری فطرت کے مطابق ہے۔

اسلام انسان کی ہر فطری ضرورت کے متعلق احکام دیتا ہے اور خاص بات یہ ہے کہ یہ احکام بھی اس کی فطرت کو ملحوظ رکھ کر دیے گئے ہیں۔ انسانی زندگی چاہے انفرادی ہو یا اجتماعی اس سے متعلق جو بھی مسائل پیش آتے ہیں اور آسکتے ہیں ان کے بارے میں اصول اور بعض جگہ تو جزوی مسائل کے بارے میں مفصل احکام موجود ہیں۔ مثلاً کھانا پینا انسان کی سب سے بنیادی اور سب سے پہلی فطری ضرورت ہے۔

"کھاؤ پیو مگر اسراف نہ کرو"۔ صرف یہی نہیں متعدد آیات میں احکام دیے گئے ہیں کہ انسان کو کیا کھانا چاہیئے اور کیا نہیں۔ کس طرح کھانا چاہیئے اور کس طرح نہیں۔ رزق حاصل کرنے کے صحیح طریقے کیا ہیں، غلط کیا ہیں۔

پھر احادیث میں سینکڑوں احکام، غذاؤں کی حرمت۔ کھانے کے طریقے اور آداب اور دیگر متعلقہ تفصیلات کے بارے میں موجود ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

آدمی کو اتنی غذا کافی ہے کہ وہ زندہ رہ سکے اور دنیا کے کام بہ حسن و خوبی انجام دے سکے۔

اسی طرح دوسری فطری ضرورت نیند اور آرام ہے۔ قرآن مجید و فرقان حمید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس نے رات آرام کے لئے بنائی ہے اور دن کام کے لئے، لیکن اللہ کے کچھ بندے اپنے آرام کا وقت عبادت میں گذارنے کو ترجیح دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بھی ایک تہائی رات اس کام کے لئے وقف کرنے کی اجازت دی ہے۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلسل نفلی روزے رکھنے سے منع فرمایا اور اسے رہبانیت قرار دیا۔ توّرب کے نقطۂ نظر سے مجرد رہنے کو خلاف سنت قرار دیا۔ آپس کے تعلقات میں رنجش اور ناراضی، غصے اور انتقام کے جذبات کلی طور پر غیر فطری نہیں ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان امور کے بارے میں حدود مقرر فرما دیں اور ایسے احکام دیے ہیں کہ اگر کوئی ان کا لحاظ رکھے تو ان فطری تقاضوں پر عمل کے باوجود رنجش دشمنی میں، ناراضی نفرت میں، غصہ حیوانیت اور انتقام کینہ پروری میں نہ بدل جائے۔ آپ نے سیرت کی کتابوں میں پڑھا ہوگا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کسی پر غصہ نہیں فرمایا، مگر جب کوئی اللہ کی حدود توڑتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غصے کو روکنے والی کوئی چیز نہ ہوتی۔ سوائے اس کے کہ اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کرنے والا یا تو اس سے باز آ جاتا یا اس کو غلط کاری کی سزا دی جاتی۔ غصہ ایک فطری ردِعمل ہے اور اس پر پابندی نہیں لگائی جا سکتی، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل کے ذریعہ بتا دیا کہ اس ردِعمل کے اظہار کا صحیح رخ کیا ہے۔ اسلام کے ان احکام و تعلیمات پر ایک نظر ڈالی جائے جو انسان کی فطری ضرورتوں کے بارے میں حدود کا تعین کرتی ہیں تو معلوم ہوگا کہ اس دین کو وضع کرنے والے نے انسان اور اس کی فطرت کو سامنے رکھ کر وضع کیا ہے اور انسان کے لئے فکر و عمل کی ایک ایسی پوشاک مہیا کر دی ہے کہ جو اس پر ہر طرح فٹ آتی ہے اور یہی دین فطرت ہے جو شروع سے تمام انبیاء لے کر آتے رہے اور جس کی تکمیل انسان کامل اور انسان اور انسانیت کے سب سے بڑے عارف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔

مسلمان اس پر یقین کامل رکھتے ہیں کہ ہمارا اللہ اپنی کتاب قرآن مجید کے ذریعہ سے دین فطرت کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مقدس زندگی فطرت کی طرف آنے اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو استوار کرنے کی دعوت دی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو دنیا اس انقلاب سے آشنا نہ ہوتی جو قرآن لایا اور اسلام لایا اور یہی وہ انقلاب ہے جس کو دوام ہے اور ثبات ہے اور میں یہ ایمان رکھتا ہوں کہ آج نہیں تو کل یہ عالم ارض مشرف بہ اسلام ہو کر رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

توجّہ فرمائیے!

کراچی ڈویژن کے جماعتی احباب جماعتی خبروں، مضامین اور مقامی مسائل کی ترجمان اسلام میں اشاعت کے لئے حضرت مولانا عبدالرزاق عزیز، ناظم عمومی نظام العلماء کراچی ڈویژن سے رابطہ قائم کریں۔ مولانا ترجمان اسلام کی توسیع اشاعت، بقایاجات کی وصولی اور اشتہارات کی فراہمی کے کام کی بھی نگرانی کریں گے۔ احباب تعاون فرمائیں۔

(ادارہ)

الٰہی بخش ساجد

قاری حبیب اللہ انور
جامعہ فاروقیہ کمالیہ

بددیانتی اور خیانت ایک بہت بڑا جرم ہے اور انکا مفہوم وسیع ہے

اسلامی شریعت میں خیانت ایک بہت بڑا جرم ہے۔ سب سے پہلے خیانت کے معنی سمجھ لینے چاہئیں یعنی ایک انسان کا حق جو دوسرے انسان کے ذمے واجب ہے اس کے ادا کرنے میں ایمانداری نہ برتنا بددیانتی اور خیانت ہے لیکن خیانت کا مفہوم اس سے زیادہ وسیع ہے مثلاً کسی کی کوئی چھپی ہوئی بات بتلائی جائے، یا کسی نے بھروسہ کر کے کوئی اپنا بھید کسی دوسرے کو بتایا ہو اور وہ کسی اور پر اس کو ظاہر کر دے یہ بھی خیانت کے زمرہ میں شامل ہے۔ اسی طرح تمام مسلمانوں کے خلاف یا قومی ملی مفادات کے خلاف قدم اٹھانا بھی ملت سے بددیانتی ہے۔ دوست ہو کر دوستی نہ نبھانا بھی خیانت ہے۔ میاں بیوی سے اور بیوی میاں سے وفاداری نہ کرے یہ بھی خیانت ہے۔ دل میں کچھ رکھنا اور زبان سے کچھ کہنا اور عمل سے کچھ اور ثابت کرنا یعنی قول و فعل میں تضاد یہ بھی خیانت ہے۔ اسلام کی رو سے ساری خیانتیں یکساں ممنوع ہیں چنانچہ سورہ انفال میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خیانت نہ کرو اور نہ آپس کی امانتوں میں جان بوجھ کر بددیانتی کرو۔

کام چوری بھی ایک بدترین قسم کی خیانت ہے۔ کام چوری کی خیانت میں جھوٹ اور چوری کی برائیاں شامل ہیں، نیز دھوکے اور فریب کا عنصر اس میں پنہاں ہے۔ ان تمام برائیوں کے ساتھ ایک بہت ہی تکلیف دہ برائی یہ ہے کہ کام چوری کے ذریعہ جو رزق حاصل کیا جاتا ہے اسے اکل حلال نہیں کہا جا سکتا اور اکل حلال کی اہمیت یہ ہے کہ اگر حلال رزق نہ کمایا جائے تو نہ عبادت قبول ہوتی ہے اور نہ ایسے آدمی کی کوئی دعا مقبول بارگاہ ہو سکتی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی بندہ حرام مال کمائے پھر اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرے تو یہ صدقہ اس کی طرف سے قبول نہیں کیا جائے گا اور اگر وہ اپنی ذات پر یا گھر والوں پر خرچ کرے تو وہ برکت سے خالی ہوگا اور اگر اس کو چھوڑ کر مرا تو وہ اس کے جہنم کے سفر میں زادِ راہ ہوگا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن بُری باتوں سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگا کرتے ان میں ایک خیانت بھی ہے۔ ابوداؤد کی ایک روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ الٰہی مجھے خیانت سے بچائے رکھنا کیونکہ یہ بہت برا اندرونی ساتھی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ راست گو سوداگروں کو قیامت میں صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ اگر محنت مزدوری میں کام چوری کی جائے تو یہ رزق حلال کی بجائے حرام ہو جائے گا۔

خیانت کی کراہیت کا اندازہ حضرت ابن مسعودؓ کی اس روایت سے واضح ہو جاتا ہے جس میں انہوں نے کہا کہ اللہ کی راہ میں مارا جانا ہر گناہ کا کفارہ ہے لیکن خیانت کا نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن بندے کو لایا جائے گا، اگرچہ وہ اللہ کی راہ میں شہید بھی ہوا ہو اور کہا جائے گا کہ تم امانت لاؤ اور ادا کرو۔ وہ کہے گا اے اللہ! اب کیسے لاؤں۔ کہا جائے گا کہ اس کو دوزخ کے احاطے میں لے جاؤ۔ اور یہ بات بھی صاف ہے کہ صلوٰۃ بھی امانت ہے۔ وضو بھی امانت ہے۔ تول بھی امانت ہے۔ ناپ بھی امانت ہے اور ایمانداری اور محنت سے کام کرنا بھی امانت ہے۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے ایمان والو! تم آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے مت کھاؤ۔" یہ آیت ایک اصولی حیثیت رکھتی ہے جس میں ہر اس مال کو حرام قرار دیا گیا ہے جو کسی ناجائز طریقے سے حاصل کیا گیا ہو۔

پاکستان میں اخلاق و آداب کا موجودہ انحطاط درحقیقت اس وجہ سے ہے کہ حقوق و فرائض میں عدم توازن پایا جاتا ہے۔ قول و فعل میں تضاد ہے اور انسان جھوٹ اور سچ میں تمیز نہیں کر رہا ہے۔ یہ تمام چیزیں اسلامی معاشرہ کے لئے سازگار نہیں ہیں اور ان کی موجودگی کی وجہ سے ہم پریشانی میں گھرے ہوئے ہیں۔ ہماری یہ ذہنی و فکری، جسمانی و روحانی، مالی و اقتصادی

باقی صفحہ ۱۸ پر

محمد عرفان قادری
ٹنڈو آدم

علماء پر تنقید کے بجائے اسلام کے عادلانہ نظام کو رائج کیا جائے

پاکستان کی طویل تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ یہاں اصل کام سے ہٹ کر بھول بھلیوں اور افراتفری کا ماحول ہمیشہ پیدا کیا گیا۔ اگر سیاستدانوں نے کبھی منہ کھولا اور قلم اٹھایا تو اس کا نشانہ بھی علماء بنے اور حکمرانوں کی طرف سے اگر کوئی عتاب نازل ہوا تو وہ بھی علماء پر۔ پاکستان محض حکومت الٰہیہ کے قیام کی غرض سے بیش قیمت قربانیوں کے بعد حاصل کیا گیا تھا، لیکن بدقسمتی سے اسے اسلام کے ایسے مخلص خادم نہ مل سکے جو برسرِ اقتدار آ کر قرآن و سنت کے مطابق ملک کا قانون بنا کر کرپشن بے حیائی، عریانی اور دیگر مخرب اخلاق خرافاتوں کا سدِ باب کرتے؛ کیونکہ حکمران طبقہ کی ذاتی زندگیاں خود اس کی متحمل نہ تھیں۔ جن لوگوں نے انگریز کی گود میں آنکھیں کھولیں سکول اور کالجوں میں پھلے پھولے، وہ مدنی طرزِ زندگی سے کس طرح دلچسپی لے سکتے تھے۔ اگر یوں کہا جائے کہ فلاں صاحب بہادر تو نماز بھی پڑھتے اور روزے بھی رکھتے ہیں تو اس سے اسلام کی تکمیل نہیں ہوتی، بلکہ اسلام تو یہ ہے کہ اپنا کھانا پینا، بیٹھنا اٹھنا، جاگنا اور سونا، شکل و صورت، قول و فعل سب کچھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے مطابق ہو، اور یہی طرزِ زندگی انگریز دان، سرمایہ دار اور دنیا پسند لوگوں کے لئے انتہائی مشکل ہے۔ ایک علماء کا گروہ ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو مشعلِ راہ بنا کر اپنی منزل کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ آپ ہی کی لائی ہوئی تعلیمات حقہ کو آپ ہی کے جانشینوں کی طرح چٹائیوں پر بیٹھ کر حاصل کیا۔ دن کا چین رات کی نیندوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آپ کے فرمودات کو اپنے سینے میں منقش کرنے پر محنتیں کیں اور پھر آپ کی تقسیم کردہ خلافت کے مطابق دینِ مصطفوی کو پھیلانے اور اسے خدا کی زمین پر جاری کرنے کی کوششوں میں لگ گئے۔ سیاستدانوں، سرمایہ داروں حکمرانوں نے جب دیکھا ہمارا طرزِ زندگی اور اسلام کا ضابطۂ حیات دو متضاد چیزیں ہیں تو انہوں نے بجائے علماء کی رہبری و سرپرستی میں اسلام کو اپنانے کے علماء ہی کے خلاف محاذ بنانے شروع کر دیے اور علماء پر ملک دشمنی، ترقی کے راستے میں رکاوٹ وغیرہ جیسے بے بنیاد الزامات لگا کر انہیں عوام سے اور عوام کو ان سے دور رکھنے کی کوشش کی گئی۔ اصل میں یہ طور طریقے انہیں فرنگی نے سکھائے ہیں۔ انگریز نے مختلف قسم کے اختلافات پیدا کر کے اور مسلمانوں کا شیرازہ بکھیر کر ڈیڑھ سو سال حکومت کی تھی، مگر علماء حق نے کسی دور میں بھی خاموش تماشائی کا کردار ادا نہیں کیا۔ انہوں نے ہمیشہ باطل قوتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، مگر افسوس جو ملک خدا کا قانون چلانے اور عامۃ المسلمین کو خدا کے قانون پر چلنے کے لئے مجبور کر دینے ہی کی غرض سے بنایا گیا تھا۔ اس ملک میں بھی لڑاؤ اور حکومت کرو کے اصول پر عمل ہوتا رہا اور علماء و عوام کے درمیان ایسی لمبی چوڑی فصیلیں قائم کر دی گئیں کہ عوام علماء کو ایک خطرناک ہوّا تصور کرتے رہے، جس کی وجہ سے آج تک نہ تو ملک کی قسمت بدل سکی اور نہ ہی عوام ذہنی، مالی اور روحانی پریشانیوں سے نجات پا سکے۔ موجودہ حکومت سے کچھ امیدیں وابستہ تھیں، لیکن یہاں بھی زبانی جمع خرچ کے سوا ابھی تک کچھ نہ ہو سکا۔

بقیہ: بددیانتی...

معاشی و معاشرتی پریشانیاں ہرگز اس وقت تک رفع نہیں ہو سکتیں جب تک ہم دیانت و امانت کو اپنا شعار نہ بنا لیں گے اور اس سلسلہ کی نہایت اہم کڑی ایمانداری ہے کیونکہ ہم پر لوگوں کا اعتماد کرنا اتنا ہی اہم اور ضروری ہے جتنا ہمارا خود اپنے آپ پر اعتماد اور بھروسہ کرنا ہے اس لئے اسلامی اصولوں کی پابندی کرنا ہر انسان پر لازمی ہے اور خیانت اور بددیانتی سے بچنا نہایت ہی ضروری امر ہے۔

محمد اسلم سہیجہ
گورنمنٹ کالج ملتان

الٰہی بخش ساجد

نئی نسل اور دورِ حاضر کا تقاضہ

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام ہی وہ مکمل ضابطۂ حیات ہے جس نے اقوام عالم کو شعور عطا کیا۔ انہیں اخلاق پستیوں سے نکال کر انسانیت کی اصلی قدروں سے روشناس کرایا۔ یہ عظیم اعزاز صرف اور صرف اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس نے انسان کو مقام انسانیت سے آگاہ کیا۔ جس وقت اہل یورپ جہالت کی عمیق گہرائیوں میں بھٹک رہے تھے اس وقت مسلمان پوری شان و شوکت کے ساتھ دنیا کو علم کی روشنی سے منور کر رہے تھے۔ تاریخ عالم شاہد ہے کہ جس وقت مغربی ممالک (جو آج اپنے آپ کو ترقی یافتہ اور مہذب کہلواتے ہیں) رات کو گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ڈوب جاتے تھے اس وقت سلطنت اسلامیہ کے تہذیب و تمدن کے عظیم مراکز روشنیوں سے منور نظر آتے تھے۔ جب یورپ کی گلیاں کیچڑ آلود ہوتی تھیں اور لوگ عجیب و غریب اور فن تعمیر سے ناآشنا مکانوں میں زندگی بسر کر رہے تھے اسوقت مسلمان فن تعمیر کی عظیم روایات قائم کر رہے تھے۔

کیا وجہ ہے کہ آج نوجوان نسل نے اپنے اسلاف کے کارہائے نمایاں کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ وہ تاریخ اسلام کے روشن ابواب سے ناآشنا نظر آتی ہے حالانکہ تاریخ کا یہ اٹل فیصلہ ہے کہ جو قوم اپنی روایات سے پہلو تہی کرتی ہے وہ اپنا امتیازی تشخص کھو بیٹھتی ہے اور اس کا نام صفحۂ ہستی سے حرفِ غلط کی طرح مٹ جاتا ہے

یہ امر شدت سے غور طلب ہے کہ آج ہم اپنے حقوق بھی حاصل کرنے میں ناکام ہو گئے ہیں۔ آج مسلم قوم کے مسائل کا حل جینوا کے طواف یا پھر اقوام متحدہ میں منظور یا نامنظور ہونے والی قراردادوں تک کیوں محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ آج فلسطین، کشمیر اور افغانستان جیسے مسئلے مسلمانوں کے لیئے کیوں دردِ سر بن کر رہ گئے ہیں۔ ان تمام باتوں کا جواب صرف ایک ہی ہے کہ اسلامی تعلیمات سے انحراف اور اتحاد و یگانگت کا فقدان۔

تاریخ کے صفحات گواہی دیتے ہیں کہ جب تک ہمارے اندر عمل کی پختگی رہی ہماری زندگیاں قرآن و سنت کے تابع رہیں تو تائیدِ ایزدی مشکلات کے ہر موڑ پر ہمارے شامل حال رہی۔ دنیا پر حکمرانی اور فتح و نصرت کا پرچم ہمارے ہاتھ رہا۔ قیصر و کسریٰ کی عظیم الشان سلطنتوں کے آراستہ و پیراستہ درباروں میں مسلمانوں کے رعب و دبدبے سے خزاں چھائی رہتی تھی۔ جب ہم نے ایشیا کے وسیع و عریض میدانوں اور افریقہ کے گرم ریگزاروں میں تبلیغ اسلام کا حق ادا کیا تو دنیا کی امامت ہمارا مقدر ٹھہری۔

یہ اسلام ہی ہے جس نے دنیا میں عظیم مفکر، مدبر، محقق، نامور سپہ سالار اور بے مثال سیاستدان پیدا کیئے — دار العلوم مصطفویؐ سے تربیت پانے والے اپنے اپنے میدانوں میں تابندہ ستارے بن کر چمکے۔ یہی لوگ وہ عظیم انسان ہیں جنہوں نے افریقہ کے دور افتادہ صحراؤں سے لے کر مکران کے ساحل تک کے وسیع سلطنت پر اس طرح اسلام کی حکمرانی قائم کی کہ اغیار آج بھی اپنے ایوانوں میں نظام حکومت کے لیئے خلفائے راشدینؓ کے دور کو بطور مثال پیش کرتے ہیں۔

انہوں نے ایسی ایسی عظیم اصلاحات نافذ کیں جن سے آج کی نام نہاد مہذب قومیں استفادہ کر رہی ہیں۔ سڑکوں کا بہترین نظام ہو یا فوجی چھاؤنیوں کی تعمیر، پولیس کے محکمہ ہو یا بیت المال کا اجراء، نہری نظام کا آغاز ہو یا دیگر رفاہ عامہ کے کام ان پر آج ہم بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔

باقی ص ۲۱ پر

شہر شہر سے — ترتیب قمر ہاشمی

الٰہی بخش ساجد

جامعہ رشیدیہ ساہیوال کا عظیم الشان سالانہ اجتماع

جامعہ رشیدیہ ساہیوال ملک کی مشہور و معروف دینی درسگاہ ہے۔ اس درسگاہ میں ملک کے مختلف حصوں سے آئے ہوئے تشنگانِ علوم دینیہ سینکڑوں کی تعداد میں ہر سال زیورِ تعلیم و تربیت سے آراستہ ہوتے ہیں۔ جامعہ رشیدیہ سال بہ سال سالانہ جلسہ کی صورت میں نامور علماء و مشاہیر اور مشائخ و شعراء کرام کو مدعو کر کے تبلیغِ دین کا فریضہ بھی سرانجام دیتا ہے۔ اس جلسہ میں ہزاروں عوام ساہیوال اور اس کے قرب و جوار سے علماء حقانی اور مشائخ ربانی کے خیالات جلیلہ اور ملفوظات گراں مایہ سے مستفید و مستفیض ہوتے ہیں۔ مشائخ حضرات فارغ التحصیل طلباء کی دستاربندی بھی کراتے ہیں۔ یہ دینی ادارہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، اہل اللہ کی دعاؤں ناظم ادارہ حضرت مولانا حبیب اللہ کی انتھک کوششوں اور اہل خیر کے تعاون سے روبہ ترقی ہے اور کشاں کشاں اپنی منزل کی طرف گامزن ہے۔

امسال بھی جامعہ رشیدیہ ساہیوال کا سالانہ اجلاس اپنی شاندار روایات کے مطابق منعقد ہوا اور طالبانِ علوم شرعیہ نے جواہراتِ علوم نبویہ سے اپنی جھولیاں بھریں۔

جامعہ رشیدیہ کے سالانہ جلسہ کی پہلی نشست کا آغاز یکم اکتوبر ۱۹۸۰ء بروز بدھ بعد نماز عشاء تلاوت قرآن حکیم سے ہوا۔ صدارت کے فرائض حافظ شیخ محمد یونس صاحب نے انجام دیے۔ حضرت صوفی محمد یار صاحب مجددی مدظلہ نے تجوید و قرأت کے فارغ التحصیل طلبہ کو اسناد تقسیم کیں اور دعا فرمائی۔ مقررین تھے مشہور شعلہ نوا خطیب قاری محمد حنیف صاحب ملتانی اور "خدام الدین" کے مدیر مولانا سعید الرحمٰن صاحب علوی۔ اسٹیج کنٹرولر تھے حضرت مولانا مطیع اللہ صاحب۔ رات بارہ بجے اس نشست کا اختتام ہوا۔

دوسرے روز صبح کی نماز کے بعد درس قرآن کریم حضرت مولانا عبدالستار صاحب خطیب اعظم وہاڑی نے دیا اور جلسے کی دوسری نشست صبح آٹھ بجے دن سے شروع ہو کر ایک بجے دن تک جاری رہی۔ اس نشست میں جن حضرات نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ان کے اسماء گرامی ہیں حضرت مولانا عبداللطیف صاحب شاہ کوٹ،
" فاروق احمد صاحب ٹانڈلیانوالہ،
" عبدالرحمٰن ضیاء کمالیہ اور حضرت
" سید امیر حسین شاہ گیلانی اوکاڑہ۔
گیلانی صاحب ہی نے نشست کے اختتام پر دعا فرمائی۔

تیسری نشست میں قاری جمیل الرحمٰن اختر قریشی متعلم رشیدیہ نے تلاوت قرآن مجید کی۔ خطاب کرنے والے تھے حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالرحمٰن جامعہ اشرفیہ لاہور اور شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ حضرت مولانا عبدالمالک صاحب فضلائے رشیدیہ کو تقسیم اسناد بھی حضرت مولانا عبدالمالک صاحب نے اپنے دست مبارک سے فرمائی۔ صدارت فرمائی حضرت مولانا محمد شریف وٹو منچن آباد نے۔

چوتھی نشست بعد نماز عشاء حضرت قاری عبداللہ صاحب ابن حضرت قاری رحیم بخش کی تلاوت سے شروع ہوئی اور صدارت بھی حضرت قاری صاحب ہی نے فرمائی، جبکہ مقررین تھے حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی، حضرت مولانا محمد لقمان علی پوری، مولانا محمد یوسف بہاولپوری اور مولانا محمد رفیق جامی۔ تقریباً ایک بجے رات کو اس نشست کا دعاء پر خاتمہ ہوا۔

تیسرے دن صبح درس قرآن حضرت حافظ محمد صدیق صاحب نے دیا اور ٹھیک نو بجے پانچویں نشست کا آغاز کیا گیا۔ تلاوت قرآن کے بعد مولوی جمشید احمد صاحب متعلم رشیدیہ نے پرجوش انداز میں تقریر کی۔ ان کے بعد حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خاں صاحب کی تقریر کا ٹیپ ریکارڈ سنایا گیا۔ ٹیپ اتنا صاف تھا کہ ایک ایک لفظ سامعین کے دلوں پر اثر رہا تھا اور ہر شخص مبہوت و محزون مولانا کی یادوں کے اتھاہ سمندر میں گم محسوس ہوتا تھا۔ اس موقع پر بعض اہل دل کے پلکوں پر آنسو چھلک گئے۔

مولانا کے ٹیپ کے بعد چیچہ وطنی کے جواں سال خطیب مولانا بشیر احمد شاد نے اپنی خطیبانہ آن بان کو قائم رکھتے ہوئے سامعین کے دلوں کو گرمایا۔ ان کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما حضرت مولانا محمد شریف جالندھری نے اکابر دیوبند کے درخشندہ واقعات بیان کئے۔

اب جمعہ کا وقت قریب آرہا تھا۔ وضو کے لئے وقفہ کیا گیا اور نماز جمعہ حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب نے پڑھائی۔

نماز جمعہ کے بعد حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رائے پوری ڈیری فارم والوں نے طلبہ میں اسناد تقسیم کیں۔

اور خطاب کیا حضرت مولانا منظور احمد شاہ حجازی نے، اس نشست کے صدر تھے حضرت مولانا مفتی ضیاء الحسن صاحب۔

اختتامی اجلاس جو تیسرے دن بعد نماز عشا شروع ہوا اس میں خطاب فرمایا مولانا عبدالشکور صاحب دین پوری، مولانا محمد سلیمان طارق اور مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی نے، ہر سہ حضرات نے اپنے اپنے موضوع کو خوب نبھایا اور سامعین ایک بجے تک جامد و ساکت بیٹھے رہے۔ دعائے خیر پر یہ پر شکوہ سہ روزہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

مختلف نشستوں میں جن شعراء کرام نے اپنے تازہ بتازہ کلام سے سامعین کے قلوب کو گرمایا ان کے نام ہیں جناب مرزا غلام نبی جانباز، جناب محمد شریف میتھی آبادی، جناب عبدالحفیظ جالندھری اور جناب اکرم سلیم صاحب۔ تلاوت کرتے رہے قاری اشرف صاحب، قاری محمود صاحب اور قاری عبداللہ عباس صاحب۔ امامت کا سہرا قاری محمد اقبال کے سر رہا اور خدمت علماء کے فرائض محمد یونس صاحب متعلم رشیدیہ نے انجام دیئے۔ مختلف نشستوں میں قراردادیں جو پاس ہوئیں:

جامعہ رشیدیہ کی سالانہ تقریبات کا یہ اجلاس صدر مملکت سے درخواست کرتا ہے کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کرنے والے

کو قید کی بجائے موت

کی سزا دی جائے۔ یہ ایسا مسلّم عقیدہ ہے جس کے خلاف کوئی بات مسلمانوں کے لئے ناقابلِ برداشت ہے جبکہ تحفظ قانون کے ذریعہ اسلامیان پاکستان کی دلی آواز ہے۔

محرک: مفتی ضیاء الحسن

مؤید: منظور احمد حجازی

۲۔ جامعہ رشیدیہ ساہیوال کا یہ عظیم الشان جلسہ ہندوستان میں نہتے مسلمانوں پر مسلسل اور روزمرہ ہونے والے مظالم اور بہیمانہ قتل و غارت گری کی مذمت کرتا ہے اور اپنی حکومت سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ہندوستانی حکومت سے اس سلسلے میں پُرزور احتجاج کرے اور حکومت مؤثر کارروائی کر کے پاکستان میں بسنے والے کروڑوں مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے اضطراب کی تلافی کرے۔

۳۔ یہ عظیم الشان اجلاس افغانستان کے عوام پر روس کی طرف سے روا رکھی جانے والی کھلی جارحیت کی پُرزور مذمت کرتا ہے اور اس سلسلے میں گورنمنٹ پاکستان کو توجہ دلاتا ہے کہ وہ افغانستان کے مظلوم مسلمانوں کی بھرپور اخلاقی مدد کرے اور پاکستانی عوام کو ان کے اس فرض منصبی سے آگاہ کرتا ہے کہ وہ پٹھان بھائیوں سے ہمہ قسم کا تعاون کریں اور روس کے خلاف افغانستانی مسلمانوں کے جہاد کی کھلی حمایت کرتے ہوئے ان کے حوصلوں کو بلند رکھنے میں معاون بنیں۔

محرک: اکرام القادری مدیر ترجمان اسلام لاہور

مؤید: مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی ساہیوال

عبدالقیوم شہید رح

(جیکب آباد) اوگاہی قوم کے ممتاز رہنما جناب محمد صدیق صاحب متعلم دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب صدر مدرس مدرسہ دارالعلوم دہتی نے حکومت سے پُرزور مطالبہ کیا ہے کہ جناب ایڈووکیٹ عبدالقیوم عرف بلوچ خان اوگاہی کے قاتلوں کو بلا تاخیر گرفتار کر کے ان کو اپنے جرم کی عبرتناک سزا دی جائے۔

مسلمانوں کے وحشیانہ

قتل عام کیخلاف جلوس

گذشتہ ہفتہ نماز جمعہ کے فوراً بعد نظام العلماء پاکستان، انجمن محمدی ضلع لاڑکانہ جمعیت طلبہ اسلام کے زیر اہتمام ہندوستان میں ہونے والے مسلمانوں کے وحشیانہ قتل عام کے واقعات پر احتجاج کرنے کے لئے شاہی بازار سے ایک جلوس نکالا گیا، جلوس کی قیادت علاقہ کے ممتاز عالم دین حضرت مولانا علی محمد حقانی نے کی۔ جلوس بندر روڈ سے ہوتا ہوا پاکستان چوک پہنچا جہاں پر مولانا حقانی، مفتی اللہ بخش عباسی، خالد محمود سومرو اور خورشید احمد انور نے خطاب کیا۔

مقررین نے تقریروں میں نہایت سخت لہجہ میں حکومت ہندوستان کی مذمت کی اور اس قتل عام کو روس کی سازش سے تعبیر کیا۔ جلوس میں مختلف نعرے بھی لگائے گئے۔

جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع لاڑکانہ کے صدر اور چانڈکا میڈیکل کالج کی اسٹوڈنٹس یونین کے جوائنٹ سیکریٹری خالد محمود سومرو نے طلباء کی جانب سے ہندوستان میں مسلمانوں کے وحشیانہ قتل عام کی مذمت کی اور کہا کہ افغانستان سے عالم اسلام کی توجہ ہٹانے کے لئے ہندوستان میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔

مولانا غلام حبیب نقشبندی کی یورپ روانگی۔ مجلس صیانۃ توحید و سنت پاکستان کے مرکزی امیر اور دارالعلوم حنفیہ چکوال کے بانی پیر طریقت حضرت مولانا غلام حبیب نقشبندی گذشتہ روز یورپ کے مختلف شہروں کا دورہ کرنے کیلئے اسلام آباد سے لندن روانہ ہوگئے۔ مولانا موصوف قبل ازیں بھی متعدد مرتبہ وہاں جا کر خدمت توحید و سنت کا اہم فریضہ سرانجام دے کر بے شمار لوگوں کو حلقہ بگوشِ اسلام کر چکے ہیں۔

انتقالِ پُرملال

شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر کے برادرِ نسبتی اور مولانا زاہد الراشدی کے ماموں مولوی محمد بشیر گذشتہ روز اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نماز جنازہ مولانا محمد سرفراز خان نے پڑھائی جس میں علمائے کرام اور شہریوں نے سینکڑوں کی تعداد میں شرکت کی اور مرحوم کو باپولر نرسری گوجرانوالہ کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

نظام العلماء گوجرانوالہ کے رہنماؤں علامہ محمد احمد لدھیانوی، ڈاکٹر غلام محمد، مولانا علی احمد جامی، مولانا گل محمد توحیدی اور حافظ گلزار احمد آزاد نے مرحوم کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائیں۔

دارالعلوم حنفیہ چکوال کا داخلہ

نقشبندی سلسلہ کے روحانی پیشوا مجلس صدائے توحید و سنت پاکستان کے مرکزی امیر اور دارالعلوم حنفیہ چکوال کے بانی و مہتمم پیر طریقت حضرت مولانا غلام حبیب نقشبندی نے ایک اعلان میں کہا ہے کہ دارالعلوم حنفیہ چکوال کے شعبہ جات درس نظامی، تجوید و قرأت اور حفظ و ناظرہ میں اگرچہ تعلیم و تدریس کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے تاہم دارالعلوم میں مزید طلباء کے داخلے کی گنجائش موجود ہے۔ دارالعلوم میں تین مستند عالم اور دو قاری صاحبان تعلیم دے رہے ہیں۔ بیرونی طلبہ کے خورد و نوش، لباس، کتب صابن، چارپائی کے علاوہ ہر طالب علم کو بیس روپے ماہوار وظیفہ دیا جاتا ہے خواہشمند طلبہ فوری داخلہ لیں۔

عظیم منصوبہ، وسیع پروگرام، مثالی درسگاہ

مدرسہ اسلامیہ احسن المدارس

خانیوال (رجسٹرڈ)

کشادہ جگہ، صاف ستھرے ماحول اور خوشگوار فضا میں مراحلِ تعمیر سے گذر رہا ہے۔
مقامی و بیرونی طلبہ کثیر تعداد میں زیر تعلیم و تربیت ہیں۔
قرآن حکیم کی حفظ و ناظرہ تعلیم کا عمدہ انتظام ہے

ارباب خیر زکوٰۃ، خیرات، صدقات اور عطیات سے تعاون فرما کر اس عظیم منصوبہ کی تکمیل میں ممد و معاون ثابت ہوں

بانی و مہتمم اکرام القادری ایڈیٹر ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور

ترسیل زر کا پتہ: قاری محمد غوث مدرس مدرسہ احسن المدارس رن آگ بلاک ۱۰ خانیوال

المشتہر: شعبہ نشر و اشاعت جمعیۃ المسلمین خانیوال

ترجمان اسلام میں
اشتہارات دے کر اپنی تجارت
کو فروغ دیں۔

خوشخبری

ہم اپنے کرمفرماؤں کو یہ خوشخبری سناتے ہوئے فخر محسوس کر رہے ہیں کہ ہم موٹر سائیکل کاواساکی۔ یاماہا۔ سوزوکی اور ہنڈا کے مختلف سائز میں

کیریئر

مارکیٹ میں لا رہے ہیں۔ اپنے آرڈر سے جلد مطلع فرمائیں۔ سالہا سال سے سائیکلوں کے خوبصورت اور پائیدار

سٹینڈ کیریئر پیش کرنے والے

پروپرائٹر محمد نسیم بھٹی الفرید سٹیل پروڈکشن

پاکپتن روڈ۔ عارف والا۔ ساہیوال

کرمفرماؤں کیلئے وقت کی بچت

ایک دام واحد کلام

ہر قسم کے

دیدہ زیب خوبصورت

موسم رواں کے دیدہ زیب

آرام دہ سٹائل کے

جوتوں کا مرکز

نگینہ بوٹ ہاؤس

مین بازار چیچہ وطنی

ہمارے ہاں سے ہر قسم کے خالص سونے، چاندی کے جدید، خوبصورت زیورات بنوانے کے لیے تشریف لائیں!!

مال آرڈر پر بھی تیار کیا جاتا ہے!

پروپرائٹر:- محمد نواز خان صراف (اعوان) روپی جیولرز کشمیر روڈ مانسہرہ (ہزارہ)

الٰہی بخش

مرکز کی طرف سے ارسال کردہ ہدایات اور اعلانات پر جماعتی احباب پوری تندہی سے عمل کریں،

ندیم اقبال اعوان

اہم اعلان

کارکنان و معاونین جمعیتہ طلبہ اسلام پاکستان کو مطلع کیا جاتا ہے کہ قربانی کی کھالوں سے حاصل شدہ رقم مرکزی دفتر جمعیتہ طلبہ اسلام پاکستان ۴/B، شاہ عالم مارکیٹ کے پتہ پر براہ راست ارسال فرمائیں۔

ظہیر میر، جنرل سکریٹری کنوینگ کمیٹی
جمعیتہ طلبہ اسلام

خبرنامہ عزم نو

جمعیتہ طلبہ اسلام پاکستان کے مرکزی دفتر سے شائع ہونے والا خبرنامہ عزم نو ساتھیوں تک پہنچ رہا ہے۔ جن ساتھیوں تک وی پی پہنچے وہ اسے وصول کریں۔ عزم نو ہر پندرہ روز بعد آپ تک پہنچ جایا کرے گا۔ خبریں۔ انتخابات اور دیگر پروگراموں کی کاروائیاں مرکزی دفتر کے پتے پر ارسال کریں۔

(ادارہ عزم نو)

اس سے قبل بھی اعلان کیا گیا ہے اور اب دوبارہ اعلان کیا جاتا ہے کہ

۱۔ جمعیتہ طلبہ اسلام کی ابتدائی شاخوں اور اضلاع کے انتخابات کی رپورٹ ۴/B شاہ عالم مارکیٹ لاہور کے پتے پر ارسال کریں۔

۲۔ انتخابات کراتے وقت معاونت سازی کی رقوم اور معاونین کی لسٹیں ضرور مرتب کروائیں۔

۳۔ جو شاخ، ضلع یا صوبہ معاونت فیس معاونت فارم شاخوں، اضلاع اور صوبے کے انتخابات پر مشتمل عہدیداران کی فہرست مہیا نہیں کرے گا اس کے انتخابات کالعدم ہوں گے۔ ہر ضلع کو صوبائی انتخابات سے قبل اور ہر صوبے کو مرکزی انتخابات سے قبل مندرجہ بالا ضروری چیزیں مہیا کرنا ہوں گی۔

۴۔ جمعیتہ طلبہ اسلام پاکستان کے دستور کے مطابق لٹریچر کی نشر و اشاعت کے جملہ اختیارات مرکزی صدر کے پاس ہیں۔ لہٰذا کوئی شاخ کوئی ضلع یا صوبہ مرکز کی طرف سے چھپنے والی اشیا شائع نہیں کر سکتا۔ لیٹر پیڈ، پریس ریلیز اور لٹریچر وغیرہ کی اشاعت مرکزی شعبہ ہی کرے گا۔ البتہ شاخوں کو دعوت نامے پروگراموں کے اشتہارات، ٹائم ٹیبل ٹائٹل حل شدہ پرچے، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نوٹس۔ سائیکلوسٹائل وغیرہ چیزیں چھپوانے کی اجازت ہے۔ ایسی کوئی چیز جو مرکزی دفتر سے شائع ہوئی ہو یا جس پر لٹریچر کا اطلاق ہوتا ہو نہیں چھاپی جا سکیں گی۔ اگر کوئی ماتحت تنظیم بغیط مضمون شائع کرنا چاہے تو مرکزی صدر سے اجازت ضروری ہوگی۔

منجانب: ندیم اقبال اعوان

اقوال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

الٰہی بخش ساجد عفی عنہ

تعجب ہے

- اس پر جو موت کو حق جانتا ہے اور پھر ہنستا ہے۔
- اس پر جو دنیا کو فانی جانتا ہے اور پھر اس کی رغبت رکھتا ہے۔
- اس پر جو تقدیر کو پہچانتا ہے اور پھر جانے والی چیز کا غم کرتا ہے۔
- اس پر جو حساب کو حق جانتا ہے اور پھر مال جمع کرتا ہے۔
- اس پر جو دوزخ کو حق جانتا ہے اور پھر گناہ کرتا ہے۔
- اس پر جو اللہ تعالیٰ کو حق جانتا ہے اور پھر غیروں کا ذکر کرتا ہے اور ان پر بھروسہ رکھتا ہے۔
- اس پر جو جنت پر ایمان رکھتا ہے اور پھر دنیا کے ساتھ آرام پکڑتا ہے۔
- اس پر جو شیطان کو دشمن جانتا ہے اور پھر اس کی اطاعت کرتا ہے۔

ضائع ہے

- وہ عالم جس کے علم سے استفادہ نہ کیا جائے۔
- وہ ہتھیار جس کو استعمال نہ کیا جائے۔
- وہ مال جو کارِ خیر میں خرچ نہ کیا جائے گا۔
- وہ علم جس پر عمل نہ کیا جائے۔
- وہ مسجد جس میں نماز نہ پڑھی جائے۔
- وہ نماز جو مسجد میں نہ پڑھی جائے۔
- وہ اچھی رائے جس کو قبول نہ کیا جائے۔
- وہ کتاب (مصحف) جس کی تلاوت نہ کی جائے۔
- وہ زاہد جو خواہشِ دنیا دل میں رکھے۔
- وہ لمبی عمر جس میں توشۂ آخرت نہ لیا جائے۔

◆

- دنیا ہر وہ کام ہے جس سے آخرت مقصود نہ ہو۔
- تو اگر گناہ کرنے پر آمادہ ہے تو ایسی جگہ تلاش کر جہاں خدا تعالیٰ نہ ہو۔
- اے انسان! اگر تو معبودِ حقیقی کی بندگی کرنا نہیں چاہتا تو اُس کی بنائی ہوئی چیزوں کو بھی استعمال نہ کر۔
- جانور اپنے مالک کو پہچانتا ہے، لیکن انسان اپنے پروردگار کو نہیں پہچانتا۔

◆

حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے ستر سال کی عمرِ ضعیف میں خلافت کا بارِ گراں اٹھایا تھا۔ آپ ۴۹ روز محصور رہ کر بھوکے پیاسے تلاوتِ قرآن مجید فرماتے ہوئے شہید ہوئے۔ جن لوگوں نے آپ کو شہید کیا تھا وہ سب پاگل ہو گئے۔

اسلام میں پہلا فتنہ قتلِ عثمانؓ اور آخری فتنہ خروجِ دجال ہے۔ قبر کو دیکھ کر اس قدر روتے کہ ریش مبارک تر ہو جاتی۔

تاریخ وفات ۱۲ ذی الحجہ ۳۵ھ ہے اور مدتِ خلافت قریباً ۱۲ سال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(خاموش مبلغ ملتان)

لَنَا ۔ لَا

ایک مرتبہ صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ اور علی مرتضیٰؓ اس طرح چلے جا رہے تھے کہ حضرت علیؓ بیچ میں تھے اور دونوں حضراتؓ دونوں طرف۔ فاروق اعظمؓ نے مزاحاً فرمایا، عَلِیٌّ بَیْنَنَا کَالنُّوْنِ فِیْ لَنَا علیؓ ہمارے درمیان ایسے ہیں جیسے 'لَنَا' میں 'نون'۔ واضح رہے کہ حضرت علیؓ دونوں حضراتؓ کے مقابلہ میں کچھ پستہ قد تھے۔ یہ سن کر حضرت علیؓ نے فرمایا: لَوْلَا کُنْتُ بَیْنَهُمَا لَکُنْتُمَا لَا۔ یعنی اگر میں تمہارے درمیان نہ ہوتا تو تم 'لَا' ہو جاتے یعنی نہیں ہوتے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی بخش ساجد

نتیجہ امتحان سالانہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان ملتان ۱۴۰۰ھ

کل نمبر ۶۰۰ ، کامیاب درجہ علیاء ۳۶۰ یا اس سے زاید ، کامیاب درجہ وسطیٰ ۳۰۰ یا اس سے زاید ، کامیاب ادنیٰ ۲۴۰ یا اس سے زائد

اس سال وفاق المدارس العربیہ سے ملحق ۲۱ مدارس فوقانیہ کے ۳۸۶ طلباء نے سالانہ امتحان دورہ حدیث شریف منعقدہ شعبان ۱۴۰۰ھ میں شرکت کی ؛ جن میں سے ۳ طلباء نے صحیح بخاری کا اور دس طلبہ نے جامع ترمذی کا ضمنی امتحان دے کر کامیابی حاصل کر لی۔ ایک طالب العلم صحیح بخاری کے ضمنی امتحان میں اور تین طلبہ جامع ترمذی کے ضمنی امتحان میں ناکام ہوئے۔

اور باقی ۳۲۶ طلباء نے پوری دس کتب حدیث کا امتحان دیا ؛ ان میں سے ۶۶ طلباء درجہ علیاء میں کامیاب ہوئے ، ۹۰ طلباء درجہ وسطیٰ میں اور ۷۳ طلباء درجہ ادنیٰ میں کامیاب ہوئے اور ۳۶ طلبہ اگرچہ مجموعی طور پر کامیاب ہوئے ، مگر ۱۱ طلباء کو صحیح بخاری کا اور ۲۵ طلباء کو جامع ترمذی کا امتحان آئندہ سال پاس کرنے کے بعد سند فراغت دی جائے گی ۔ ۶۱ طلباء امتحان میں ناکام ہوئے اور ۴۳ طلباء غیر حاضر رہے ، نتیجہ ۷۰ فیصد رہا۔

مولوی **عبد الغنی** ولد الٰہی بخش صاحب بہاولنگر رول نمبر ۱۸ نے ۶۰۰ میں سے ۵۲۵ نمبر حاصل کر کے **اوّل نمبر** پر کامیابی حاصل کی۔

اور مولوی **محمد یوسف** ولد قاری محمد ابراہیم صاحب رول نمبر ۱۹ ۴۹۳ نمبر حاصل کر کے دوم نمبر کامیاب ہوئے۔

اور مولوی **عبد القدیر** ولد عبدالعزیز رول نمبر ۱۷ ۴۸۲ نمبر حاصل کر کے سوم نمبر کامیاب ہوئے۔

تینوں فضلاء کا تعلق جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی ۵ سے ہے ۔ ادارہ وفاق ان نوجوان فضلاء کو اور انتظامیہ جامعہ علوم اسلامیہ کراچی ۵ کو اس شاندار کامیابی پر مبارکباد پیش کرتا ہے۔

(مولانا) **محمد ادریس غفرلہ**
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان ملتان

جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی ۵

رول نمبر	نام طالب علم	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ	رول نمبر	نام طالب علم	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۱۔	بشیر احمد	غلام مصطفیٰ	۴۰۹	علیا	۱۲۔	عبدالعزیز	گل زمان	۲۹۶	ادنیٰ
۲۔	محمد طیب	عبدالرحمٰن	۲۵۶	وسطیٰ	۱۳۔	رفیع الدین	محمد عمر	۴۲۹	علیا
۳۔	عبدالمنان	عبدالحمید	۴۵۵	علیا	۱۴۔	قادر بخش	محمد مثمل	۳۸۵	"
۴۔	امیر محمد	عظیم خان	۳۶۵	"	۱۵۔	اسماعیل جلیل افریقی	محمد بن احمد	۳۴۵	وسطیٰ
۵۔	عزیز الرحمٰن	عبدالرزاق	۴۶۵	"	۱۶۔	فداء الرحمٰن	مولانا انوار الحسن شاہ بخاری	۳۸۸	علیا
۶۔	عبدالغفور	ملک خان	۳۴۵	وسطیٰ					
۷۔	عبدالہادی	فقیر محمد	۲۹۰	ادنیٰ	۱۷۔	عبدالقدیر	عبدالعزیز	۴۸۲	"
۸۔	عبدالکبیر	امام الدین	۳۴۱	وسطیٰ	۱۸۔	عبدالغنی	الٰہی بخش	۵۲۵	"
۹۔	عبداللہ	حاجی واحد بخش	۳۴۲	"	۱۹۔	محمد یوسف	قاری محمد ابراہیم	۴۹۳	"
۱۰۔	محمد شریف	الٰہی بخش	۳۱۶	"	۲۰۔	سید عبدالقادر آدم	سید حسین	۳۹۴	"
۱۱۔	سید مصطفیٰ	محمد مجتبیٰ	۳۰۰	ضمنی بخاری	۲۱	محمود الحق	[illegible]	۳۳۰	وسطیٰ

رول نمبر	نام طالب علم	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۲۲	عبدالحق	مولانا عبدالعزیز	۳۰۰	وسطیٰ
۲۴	محمد قاسم	سید آغا سعید	۴۰۳	علیا
۲۵	محمد ضیاء الدین	محمد بدر الدین	۲۹۸	ادنیٰ
۲۶	گل حسن	حضرت ولی	۲۸۷	〃
۲۷	محمد قربان	محمد مراد	۲۷۵	ضمنی بخاری
۲۸	عبدالقادر شاہ	محمد ساجن شاہ	۳۴۳	وسطیٰ
۳۰	محمد ادریس	مفتی خان	۴۱۷	علیا
۳۱	عبدالعزیز	علا محمد	۳۹۲	〃
۳۲	سعید احمد	محمد حیات	۳۴۳	وسطیٰ
۳۳	محمد عمر علی	محمد حسین	۲۷۹	ادنیٰ
۳۴	محمد عبدالکریم خان	محمد شفیق الرحمٰن خان	۳۲۷	وسطیٰ
۳۵	عبدالشکور	مولوی نزیب شاہ	۳۵۰	〃
۳۷	عبدالغنی	یوسف	۳۲۱	〃
۳۸	ظہور الحق	مولوی شمس الہادی	۳۵۶	〃
۳۹	گوہر الرحمٰن	قاضی عطاء الرحمٰن	۳۰۸	〃
۴۱	رشید احمد	حاجی عبدالمتین	۳۴۱	〃
۴۲	افتخار احمد صدیقی	عبدالحی صدیقی	۲۵۰	ادنیٰ
۴۳	محمد جہانگیر	محمد قاسم	۳۵۵	وسطیٰ
۴۵	خورشید انور	〃 سہیل	۴۰	کامیاب

جامعہ فاروقیہ کراچی ۲۵ع

رول نمبر	نام طالب علم	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۴۶	عطاء اللہ سبحانی	مولوی فرید اللہ	۴۲۲	علیا
۴۷	فضل سبحان	〃 صاحب جلال	۳۹۵	〃
۴۸	سید حمید الرحمٰن قریشی	محمد قاسم شاہ	۴۲۵	〃
۴۹	عبدالقادر	اسماعیل	۳۸۸	〃
۵۰	امیر حسین	الحاج مفضل احمد	۲۷۷	ادنیٰ
۵۱	نور الامان شاہ	قاضی مروت شاہ	۲۹۴	〃
۵۲	حبیب الرحمٰن نعمانی	امان اللہ	۳۱۹	وسطیٰ
۵۳	محمد سعید	محمد صدیق	۲۸۰	ادنیٰ
۵۴	عبدالحق	مولانا عبدالمالک	۳۷۶	علیا
۵۵	مراد دہقانی بلوچ	علا محمد	۳۷۱	ضمنی ترمذی
۵۶	عبداللہ بہاری	مولوی محمد اسحٰق	۲۵۹	ادنیٰ
۵۷	محمد عبدالاول	الحاج عبدالمنان	۲۴۳	ضمنی ترمذی
۵۸	عزیز الرحمٰن	محمد قاسم	۲۹۶	ادنیٰ
۵۹	اللہ بخش	پیر محمد	۳۳۳	وسطیٰ

رول نمبر	نام طالب علم	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۶۰	کلیم اللہ اعوان	مولوی عبدالغفور	۴۲۴	وسطیٰ
۶۱	خیر اللہ	عزیز اللہ	۲۶۴	ادنیٰ
۶۲	حبیب الرحمٰن	بنیر گل	۲۸۳	ضمنی بخاری
۶۳	محمد یونس خان	محمد امیر خان	۳۱۵	وسطیٰ
۶۴	حافظ عبدالغنی	رحمت اللہ	۲۹۲	ادنیٰ
۶۵	مبارک دین	محمد کریم	۲۸۷	ضمنی ترمذی
۶۶	عبدالرحمٰن	احسان اللہ	۲۵۸	ادنیٰ
۶۷	گل حبیب	حاجی خدائے داد	۳۸۵	علیاء
۶۸	سعد اللہ	سعد بلوچ خان	۴۰۸	〃
۷۰	زین العابدین	مولانا خیر محمد	۲۹۳	ادنیٰ
۷۱	خیر محمد	خدا بخش	۳۵۹	وسطیٰ
۷۲	روح الامین	دودھو میاں	۳۲۸	〃
۷۳	محمد ادریس	مولانا محمد	۲۶۱	ضمنی ترمذی
۷۴	ارشاد الحق خان	محمد ایوب خان	۲۹۴	ادنیٰ
۷۵	محمد احمد	رسول خان	۳۴۷	وسطیٰ
۷۸	سرفراز احمد	نیاز احمد	۲۴۰	ضمنی ترمذی
۸۰	محمد ولی خان	مولوی حجاج	۲۷۷	ضمنی بخاری
۸۱	محمد اسلم	علی افسر خان	۳۴۶	ضمنی ترمذی
۸۲	سراج الدین	محمد حق	۳۴۳	وسطیٰ
۸۳	عبدالقیوم طاہر	میاں محمد	۲۵۶	ضمنی ترمذی
۸۷	رضوان الرحیم	عبدالرحیم	۲۴۲	〃 〃
۸۹	عبدالعزیز خلیق	ابوالحسین	۴۵	کامیاب
۹۱	عبدالحلیم	محمد رمضان	۴۵	کامیاب
۳۴۰	سرور سرابوزی	اسکندر	۳۶۶	علیا

مفتاح العلوم حیدرآباد سندھ

رول نمبر	نام طالب علم	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۹۴	عبدالسلام قریشی	ولی محمد قریشی	۲۸۳	ادنیٰ
۹۵	رشید الحق	عبدالغنی	۲۸۸	〃
۹۶	خدا بخش	قادر بخش	۲۴۸	〃

دارالعلوم فیصل آباد پیپلز کالونی ۲ع

رول نمبر	نام طالب علم	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۱۰۳	حافظ محمد انور	عبدالحکیم	۳۸۶	علیا
۱۰۴	حافظ عبید اللہ	محمد یوسف	۴۲۸	〃
۱۵	حافظ سعد اللہ خان	سردر جان	۴۱۴	〃

رول نمبر	نام	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۱۰۶	حافظ محمد احمد	محمد اسحٰق	۳۱۶	وسطیٰ
۱۰۷	حافظ محمد اسلم	حیدر علی	۳۱۰	〃
۱۰۸	حافظ محمد رمضان	احمد خان	۲۹۱	ادنیٰ
۱۰۹	حافظ انوار الحق	چوہدری نور محمد اعوان	۴۰	کامیاب
۱۱۰	حافظ محمد نواز	حبیب الرحمٰن	۴۵	کامیاب

انجمن تعلیم القرآن کوہاٹ

رول نمبر	نام	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۱۱۲	حافظ اسلام نور	حاجی گل وزیر	۲۷۴	ادنیٰ
۱۱۳	محمد حسن	عبد المنان	۲۷۵	〃
۱۱۷	محمد شریف	حاجی سرمست خان	۳۱۲	وسطیٰ
۱۱۸	عبد الغنی	گل سرور	۳۰۰	〃
۱۲۲	گل محمد	محمد	۲۸۳	ادنیٰ

دار العلوم نعمانیہ اتمانزئی

رول نمبر	نام	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۱۲۳	انوار الحق	مستقیم جان	۲۵۸	ادنیٰ

معراج العلوم بنوں

رول نمبر	نام	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۱۳۴	حافظ عبد الرزاق	قاری بادشاہ خان	۳۲۶	وسطیٰ
۱۳۶	محمد رفیق	مولوی اول دین	۲۶۹	ادنیٰ

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

رول نمبر	نام	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۱۴۱	احتشام الحق	مولوی محفوظ الحق	۳۷۶	علیا
۱۴۲	حافظ افتخار علی شاہ	معظم شاہ	۳۱۷	وسطیٰ
۱۴۳	امداد اللہ	زرو علی	۲۶۹	ادنیٰ
۱۴۴	محمد امان اللہ	عبد الکریم	۳۱۶	وسطیٰ
۱۴۵	انیس احمد	عبد الحق	۲۶۰	ادنیٰ
۱۴۶	بادشاہ گل جان	سید نسیم	۲۹۳	〃
۱۴۷	تلاوت خان	شیر خان	۳۰۹	وسطیٰ
۱۴۸	حسین احمد	فضل الرحمٰن	۳۴۶	〃
۱۵۰	دوست محمد	جمال الدین	۲۴۳	ادنیٰ
۱۵۱	روح الامین	فضل محمد	۳۳۰	وسطیٰ
۱۵۲	روح الامین	حاجی محمد غنی	۳۱۳	وسطیٰ
۱۵۳	رستم علی	شمشیر علی	۳۱۵	〃
۱۵۵	سر معظم	شیر دل	۳۶۲	علیا
۱۵۶	سید احمد شاہ	سید صابر شاہ	۳۱۰	وسطیٰ
۱۵۷	سید گل	مولوی باز محمد	۲۷۴	ادنیٰ
۱۵۸	سلطان حسین	صاحبزادہ مولانا عبد القیوم	۲۳۲	ضمنی تجوید
۱۵۹	شیر عالم خان	موسم خان	۳۹۳	علیا
۱۶۰	شاکر الرحمٰن	بہادر شیر	۲۷۵	ادنیٰ
۱۶۱	شہباز خان	خان محمد	۲۴۶	ضمنی ترمذی
۱۶۴	ضیاء الرحمٰن	حاجی حبیب اللہ خان	۲۵۰	〃 〃
۱۶۵	ظاہر شاہ	رحمت شاہ	۲۸۰	ادنیٰ
۱۶۶	عبد الواحد عرف عبد الحق	خدائے نور	۴۱۲	علیا
۱۶۷	محمد معراج الدین	محمد شعیب	۲۵۸	ادنیٰ
۱۶۸	عبد الحلیم شاہ	عبد الرزاق	۳۶۵	علیا
۱۶۹	عبد الرحیم	سدا خان	۲۸۴	ادنیٰ
۱۷۰	عبد المتین شاہ	مولانا جان محمد	۳۷۳	علیا
۱۷۱	عبد اللہ شاہ	مولانا عبد الرحیم	۴۰۸	〃
۱۷۲	عنایت اللہ	حمد اللہ	۳۴۱	وسطیٰ
۱۷۳	عزیز الدین	طالب جان عرف بزرگ استاد	۲۷۵	ضمنی بخاری
۱۷۴	عبد الحق	محمد خان	۲۸۵	ادنیٰ
۱۷۵	عبد المجید	بھائی خان	۳۹۵	علیا
۱۷۶	علاء اللہ شاہ	مولانا عبد الحمید	۴۵۲	〃
۱۷۷	عبد المہیمن شاہ	عبد الغنی	۳۳۵	وسطیٰ
۱۷۸	عبد الباری	سید ولی	۳۱۱	〃
۱۷۹	عبد الحکیم	خدائے داد	۳۶۰	علیا
۱۸۰	عبد الرحیم	ملا محمد الدین	۲۷۰	ضمنی بخاری
۱۸۱	عبد الوارث	محمد نور	۳۵۷	وسطیٰ
۱۸۲	عبد الوہاب	محمد ہاشم	۳۲۶	〃
۱۸۳	عبد الوارث	نور محمد	۲۶۳	ادنیٰ
۱۸۴	فرہاد خان	اشرف خان	۲۴۵	〃
۱۸۶	فضل واحد	مبارک دین	۳۴۰	وسطیٰ
۱۸۸	گران بادشاہ	عبد المنان	۳۲۲	〃
۱۸۹	میرا جان	محمد عزیز	۳۰۴	〃
۱۹۰	محمد طالب	ملا محمود	۲۹۸	ادنیٰ
۱۹۱	محمد غوث	دوست محمد	۲۶۳	ادنیٰ
۱۹۲	محمد شریف	حاجی نازمین	۳۵۰	وسطیٰ
۱۹۳	محمد شفیع	مولانا عبد الحلیم	۳۱۹	〃

رول نمبر	نام	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۱۹۷	محمد نسیم	مولانا قاضی عبدالکریم	۲۷۷	ضمنی ترمذی
۱۹۸	مسعود احمد	محمود	۲۶۳	ادنیٰ
۱۹۹	محمد ذیشان برکی	گل زار شاہ	۳۳۰	وسطیٰ
۲۰۰	محمد حیات	محمد علیم	۳۴۲	″
۲۰۱	محمد فیاض	مولانا قاضی محمد زاہد	۴۷۹	علیا
۲۰۲	محمد وزیر خان	عبدالرحیم شاہ	۲۵۸	ادنیٰ
۲۰۳	محمد مسلم خان	عبدالقادر	۲۶۰	″
۲۰۴	مجیب الرحمٰن	دین محمد	۲۷۰	″
۲۰۵	محمد رشید	محمد شفیق	۲۵۲	ضمنی بخاری
۲۰۷	مقصود گل	شہباز گل	۳۶۷	علیا
۲۰۸	معراج الحق	فیض الرحمٰن	۲۸۷	ادنیٰ
۲۰۹	محمد شفیع	عبدالقیوم	۲۷۹	″
۲۱۱	امیر محمد	نور محمد	۲۶۱	″
۲۱۲	نصر اللہ	عبدالقدوس	۲۶۷	″
۲۱۳	نجم الدین	بہادر خان	۲۸۶	″
۲۱۴	نور المعبود	سلطان محمود	۲۷۵	″
۲۱۵	ولی شاہ	مؤمن خان	۳۳۸	وسطیٰ
۲۱۷	حبیب اللہ	روزگار خان	۳۷۲	علیا
۲۲۰	امین الحق	حبیب الحق	۸۰	کامیاب
۲۲۱	شاہ محمد	رفیع اللہ خان	۴۰	″
۲۲۲	عبدالقدوس	صاحبزادہ محمد صاحب	۶۰	″
۲۲۳	احمد خان	محمد	۴۰	″

جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو

رول نمبر	نام	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۲۲۵	الحافظ محمد ذاکر	محمد زمان	۳۳۷	وسطیٰ
۲۲۶	محمود الحق	شیخی خان	۲۷۸	ادنیٰ
۲۲۷	محمد یونس	شیر زمان	۲۷۵	ادنیٰ
۲۲۸	حفظ الرحمٰن	شیر بہادر	۲۷۲	″
۲۲۹	محفوظ الرحمٰن	عبدالغفار	۳۱۴	وسطیٰ
۲۳۰	قاری محمد ابراہیم	نور محمد	۳۰۸	″
۲۳۱	عبدالقدوس عرف پیر دین اختر	غلام حسین	۳۲۶	″

دار العلوم عربیہ حمایت الاسلام غلجی کنڈر خیل

رول نمبر	نام	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۲۳۳	عبدالرحیم	غلام حبیب	۴۹	کامیاب

مرکزی دار القراء پشاور

رول نمبر	نام	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۲۳۵	حسین الرحمٰن	رحیم اللہ	۳۴۶	وسطیٰ
۲۳۶	زر معصوم	پیر معصوم	۳۲۳	″
۲۳۷	محمد رسول عرف محمد خالد	نور عالم	۲۷۶	ادنیٰ
۲۳۹	مشتاق احمد	محمدی گل	۲۴۴	ضمنی ترمذی
۲۴۰	محمد فائق	بختیار جان	۳۱۰	وسطیٰ
۲۴۳	وزیرزادہ	امیرزادہ	۲۸۶	ادنیٰ
۲۴۴	محمد دین	شمس الدین	۴۱۹	علیا
۲۴۵	قاری سمیع اللہ	غلام سخی	۲۵۰	ضمنی ترمذی
۲۴۹	محمد نظام الدین	امیر زمان	۳۱۷	″ ″
۲۵۱	محمد عبداللہ	زین العابدین	۲۴۹	″ ″
۲۵۵	عبدالصمد عرف مہرزادہ	لونگ	۲۷۶	ادنیٰ

جامعہ قاسم العلوم ملتان

رول نمبر	نام	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۲۵۶	خضر حیات	نذر حسین	۳۶۹	علیا
۲۵۷	سلطان محمد	مولوی محمد	۴۳۲	″
۲۵۸	عبدالحمید	مولانا محمد امیر	۴۵۱	″
۲۵۹	عبدالوحید	مولانا محمد امیر	۴۱۸	″
۲۶۰	حسین احمد	عطا محمد	۳۶۵	″
۲۶۱	احمد بخش	فضل الدین	۴۰۶	″
۲۶۲	عبدالمجید	عبدالصمد	۴۲۸	″
۲۶۳	فیض اللہ اسعد	ملک اللہ دتہ	۳۷۶	″
۲۶۴	نذر حسین	اللہ دتہ	۳۲۶	وسطیٰ
۲۶۵	عبدالحمید	خدا بخش	۳۳۶	″
۲۶۶	فیض اللہ	عائز ل	۳۲۲	″
۲۶۷	مشتاق احمد	غلام حیدر	۳۲۸	″
۲۶۸	محمد اسحٰق	محمد ابراہیم	۳۶۸	علیا
۲۶۹	ممتاز الحق	مولوی منظور الحق	۳۳۳	ضمنی ترمذی
۲۷۰	عبدالرحمٰن	جام کالو	۳۳۶	وسطیٰ
۲۷۱	عبدالرشید ارشد	مولوی عبدالباقی	۲۹۶	ضمنی ترمذی
۲۷۲	محمد نواز رحمانی	لعل حسین	۲۸۰	ادنیٰ
۲۷۳	حبیب اللہ	کریم بخش	۳۶۰	علیا
۲۷۴	عبدالستار	عاشق محمد	۳۱۰	وسطیٰ
۲۷۵	محمد ادریس	نور احمد	۵۵	کامیاب

رول نمبر	نام	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ

مدرسہ باب العلوم کہروڑپکا

رول نمبر	نام	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۲۷۶۔	محمد نواز	مقصود احمد	۲۴۹	ادنی
۲۷۷۔	علی شیر	تاج علی	۳۳۵	وسطی
۲۷۸۔	عبدالحق	محمد رمضان	۲۶۰	ضمنی ترمذی
۲۷۹۔	محمد سرور	محمد دین	۲۷۶	ادنی
۲۸۱۔	عبدالستار	خدا بخش	۳۴۸	وسطی
۲۸۴۔	محمد شفیع	محمد رمضان	۲۹۶	ادنی

خیر المدارس ملتان

رول نمبر	نام	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۲۸۶۔	علی احمد انصاری	محمد احمد انصاری	۲۶۱	ادنی
۲۸۷۔	محمد قاسم ربانی	محمد رمضان	۲۶۵	〃
۲۸۸۔	حافظ امداد اللہ	میاں جنید ڈوہ	۲۹۹	〃
۲۸۹۔	حافظ خدا بخش	حاجی کریم بخش	۳۴۰	وسطی
۲۹۰۔	حافظ حبیب اللہ	حافظ غلام مصطفےٰ	۳۳۹	〃
۲۹۱۔	حافظ محمد ظریف	احمد الدین	۳۵۴	〃
۲۹۲۔	محمد طیب	مولانا ضیاء الدین	۳۸۵	علیا
۲۹۳۔	حیات محمد	حافظ محمود الدین	۳۰۰	وسطی
۲۹۴۔	حافظ محمد الیاس	مولوی کریم بخش	۳۹۵	علیا
۲۹۵۔	خلیل الرحمٰن	صوفی خدا بخش	۲۴۵	ادنی
۲۹۶۔	محمد یار	صوفی امام بخش	۴۴۸	علیا
۲۹۷۔	اللہ ڈتہ	نبی بخش	۳۷۸	〃
۲۹۸۔	محمد حسین	خدا بخش	۳۷۱	〃
۲۹۹۔	حافظ فضل الرحمٰن	سردار علی شاہ	۳۷۹	〃
۳۰۰۔	اللہ بخش	غلام نبی	۴۲۰	علیا
۳۰۱۔	محمد عبداللہ	قابل خان	۳۰۴	وسطی
۳۰۲۔	حافظ عبدالشکور	عظیم بخش	۲۷۱	ادنی
۳۰۳۔	حافظ توت جان	خسرو خان	۳۳۳	وسطی
۳۰۴۔	عبدالعزیز	محمود خان	۲۷۰	ادنی
۳۰۵۔	حق نواز	حاجی غلام رسول	۳۶۲	علیا
۳۰۶۔	کلیم اللہ	قاضی اللہ رکھا	۳۰۶	وسطی
۳۰۸۔	حافظ عبدالغنی	عبدالعزیز	۳۳۳	〃
۳۰۹۔	عبدالجبار	عبدالعزیز	۳۹۴	علیا
۳۱۰۔	حافظ عبدالرحمٰن	حافظ عزیز الرحمٰن	۳۶۵	〃
۳۱۱۔	حافظ خلیل الرحمٰن	مولانا عزیز الرحمٰن	۳۴۸	وسطی

رول نمبر	نام	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۳۱۲۔	حافظ غلام رسول ناصر	میاں احسان الحق	۲۷۱	ضمنی بخاری
۳۱۳۔	رفیق احمد	حافظ اللہ ڈتہ	۳۶۱	علیا
۳۱۴۔	حافظ محمد ابراہیم	عبدالمجید	۳۱۴	وسطی
۳۱۶۔	محمد عبدالصمد	مولانا بہاؤ الحق	۲۹۶	ادنی
۳۱۷۔	غلام مصطفےٰ	صدیق الحسن	۲۵۰	〃
۳۱۸۔	محمد اسماعیل	حاجی عاشق محمد	۴۰	کامیاب

دار العلوم عیدگاہ کبیر والہ

رول نمبر	نام	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۳۱۹۔	ظہور احمد کھچی	عبدالرشید کھچی	۳۶۴	علیا
۳۲۰۔	خلیل احمد	قاضی خادم محمد	۴۰۱	〃
۳۲۱۔	شفیع الرحمٰن شاہ	محمد اسمٰعیل شاہ	۳۵۶	وسطی
۳۲۲۔	عبدالمجید مستوئی	عبدالحق خان	۳۹۹	علیا
۳۲۳۔	محمد رمضان	اللہ بخش	۴۲۷	علیا
۳۲۴۔	محمد عارف	غلام فرید	۳۳۲	وسطی
۳۲۵۔	عطاء الرحمٰن	مولانا محمد احسن	۳۷۵	علیا
۳۲۶۔	عبدالحمید	فقیر بخش	۴۵۷	〃
۳۲۷۔	محمد ہاشم مستوئی	محمد قاسم خان	۲۸۰	ادنی
۳۲۸۔	محمد عمر	صوفی محمد شریف	۳۴۷	وسطی
۳۲۹۔	اللہ وسایا	ملک غلام نبی	۲۸۲	ادنی
۳۳۰۔	احمد مدنی	محمد نعیم اللہ	۳۱۴	وسطی
۳۳۱۔	عبدالخالق اعوان	غلام شبیر اعوان	۳۳۷	〃
۳۳۲۔	بشیر احمد	واحد بخش	۲۸۲	ادنی

مدرسہ مظاہر العلوم کوٹ ادو

رول نمبر	نام	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۳۳۴۔	محمد کفایت اللہ	حافظ عطاء اللہ	۳۰۶	وسطی
۳۳۵۔	غلام اکبر	غلام حسین	۲۶۸	ادنی

دار العلوم ربانیہ بستی ریاض المسلمین

رول نمبر	نام	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۳۳۷۔	محمد انور	حاجی سردار محمد	۳۴۴	وسطی
۳۳۸۔	محمد سلیم	حاجی نواب دین	۳۱۴	〃

جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

رول نمبر	نام	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۳۴۲۔	محمد طاہر	الشیخ ابوالطیب	۳۳۳	وسطی
۳۵۴۔	حافظ محمد منذر	بشیر احمد	۳۴۲	〃
۳۵۵۔	حافظ سید حکیم خان	خوش رجب خان	۲۴۳	ادنی

رول نمبر	نام	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۳۵۶۔	حافظ محمد امان اللہ	مولانا کریم بخش	۲۹۸	ادنیٰ
۳۵۷۔	عبد الکبیر	محمد شفیع	۲۶۰	ضمنی ترمذی
۳۶۱۔	کریم بخش	محمد حسن	۲۴۴	״
۳۶۹	محمد اشرف	محمد شفیع	۹۰	کامیاب

دار العلوم سرحد پشاور

رول نمبر	نام	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۳۷۰۔	رفیع الحق	محمد فاضل	۲۵۶	ادنیٰ
۳۷۲۔	گل میر خان	کبیر خان	۲۷۴	ضمنی ترمذی
۳۷۳۔	محمد نظام الدین	اقبال الدین	۳۴۳	وسطیٰ
۳۷۴۔	سمیع اللہ جان	بخشیش جان عرف مولانا خدابخش جان	۳۰۲	ضمنی ترمذی
۳۷۵۔	محمد ایاز	مولانا محمد عمر	۳۰۳	وسطیٰ
۳۷۶۔	فدا محمد	حافظ غلام محمد عرف حاجی گل	۳۳۵	״
۳۷۹۔	غلام رسول	مولوی دین محمد	۴۶	کامیاب

مظہر العلوم کھڈہ کراچی

رول نمبر	نام	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۳۸۱۔	ظہور احمد قریشی	مولوی محمد ادریس	۲۷۵	ضمنی ترمذی
۳۸۲۔	حافظ عبد العزیز	مولوی نور محمد	۲۸۸	ضمنی ترمذی
۳۸۳۔	حافظ مقبول حسین شاہ	مولوی محمد ادریس	۳۳۶	وسطیٰ

عید الاضحیٰ کے موقع پر قوم کے نام حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی مدظلہ کا پیغام

نظام العلماء پاکستان کے صدر حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی مدظلہ نے کہا ہے کہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ عید الاضحیٰ سادگی کے ساتھ منائیں اور غریبوں، ناداروں، مسکینوں اور یتیموں کو اپنی اس خوشی میں شریک کریں۔ انہوں نے قوم کے نام ایک پیغام میں کہا ہے کہ عید الاضحیٰ کے مبارک دنوں میں اپنے غریب اور نادار بھائیوں کو قربانی کے گوشت سے بھی حصہ دیں تاکہ وہ اس گوشت سے پیٹ بھر کر کھا سکیں۔ انہوں نے کہا کہ ایام تشریق مسلمانوں کے لئے عظیم ایام ہیں اور قربانی کرنا شعائر اسلامی اور سنت ابراہیمی ہے اور ہر صاحب نصاب پر قربانی واجب ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری قربانی کے جانور کا خون اور گوشت مقصود نہیں ہے بلکہ وہ ہمارے جذبۂ ایثار اور قوت ایمانی کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قربانی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کو بجا لائیں اور اس کے پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں اور اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان تک بھی قربان کرنی پڑے تو بھی دریغ نہ کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ ملک و قوم کے لئے بھی ایثار و قربانی کا جذبہ ہونا چاہیئے اور اپنے ملک کی سلامتی اور استحکام اور قوم کی فلاح و بہبود کے لئے اپنا تن من دھن قربان کر دینا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پیارے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربان کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کر دیا تھا ہمیں بھی سنت ابراہیمی پر عمل کرنے کے لئے اسلام کی خاطر اپنی اولاد تک قربان کرنے میں پس و پیش نہیں کرنی چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ جہاں تک اس ملک میں اسلامی قوانین کے مؤثر اقدامات کا تعلق ہے، تو وہ مسلمانوں کی مشترکہ کوششوں اور مخلصانہ جد و جہد سے ہی ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اپنی زندگیاں اسلامی اصولوں کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرنی چاہیئے، اور عوام اور حکمران طبقہ مل کر دونوں اسلامی قوانین کو اپنانے میں ایک دوسرے سے تعاون کریں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں آپس کے تمام فروعی اختلافات ختم کر کے متحد ہو جانا چاہیئے اور عید الاضحیٰ کے مبارک موقعہ پر ہمیں اس امر کا عزم بالجزم کرنا ہوگا کہ ہماری انفرادی اور اجتماعی جد و جہد ملک و قوم کی بہتری میں صرف ہوگی اور ہماری خدمات ملک و قوم کی ترقی و خوشحالی کے لئے وقف ہوں گی۔

بقیہ: نئی نسل...

آج ضرورت اس چیز کی ہے کہ سوشلزم کمیونزم اور دیگر ازموں کا تقابلی جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ انسانیت کے نام نہاد خیرخواہوں نے اسلام کے سنہری اصولوں سے کسی نہ کسی طور پر ضرور رہنمائی حاصل کی ہے حالانکہ ہر باشعور آدمی خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم سمجھ سکتا ہے کہ اسلام ہی وہ ضابطۂ حیات ہے جو انسانیت کو درپیش مسائل سے نکالنے کے لئے ذریعہ نجات بن سکتا ہے۔

اگر ہم عقلِ سلیم سے غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کا معاشی نظام ہی وہ مثالی نظام ہے جو دنیا کے تمام نظاموں سے زیادہ مزدوروں اور آجروں، کسانوں اور محنت کشوں۔ غریبوں اور امیروں غرض کہ تمام شعبہ ہائے زندگی سے متعلق لوگوں کو ان کے حقوق کا تحفظ فراہم کرتا ہے۔

کیا ہم نہیں سوچ سکتے کہ جب سوشلزم کسی ملک میں نافذ ہوتا ہے تو لاکھوں انسانوں کو ان کی قیمتی جانوں سے محروم کر دیا جاتا ہے اور جب کمیونزم کے مہیب سائے کسی ملک پر منڈلانے لگتے ہیں تو خونی ڈرامے رچائے جاتے ہیں، لیکن اسلام کا نفاذ انتہائی پُرامن فضا میں ہوتا ہے کہ نہ صرف مسلمان بلکہ اغیار بھی دادِ تحسین دیتے ہیں کہ دنیا میں اتنا عظیم انقلاب صرف حسنِ اخلاق سے برپا کیا گیا ہے۔

اس لئے آج نوجوان نسل اور خاص طور پر تعلیم یافتہ طبقے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسلام کی سنہری تعلیمات سے ضرور روشناس ہوں تاکہ وہ بحیثیت مسلمان اپنی بڑی ذمہ داریوں سے آگاہ اور عہدہ برآ ہو سکیں۔ اسلام کے آفاقی اصول اور ضابطے نہ صرف مذہبی، سیاسی، معاشی اور ثقافتی میدانوں میں ہماری رہنمائی کرتے ہیں بلکہ بین الاقوامی معاملات میں بھی مشعلِ راہ کا کام دیتے ہیں لیکن افسوس کہ ہم سے کچھ لوگ آج بھی مغربی تہذیب کے دلدادہ نظر آتے ہیں جو کہ خود ایک گمراہ کن تہذیب ہے، جبکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی نئی نسل کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرائیں اور ملحدانہ اور باطل نظریات کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیں۔

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے
کہ ترے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

بقیہ: عصرِ حاضر کے...

مسلمانوں نے سیکھا۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں حکومت کے دفاتر کا طریق ایرانیوں اور رومیوں سے اخذ کیا۔ زمین کی پیمائش اور بندوبست ایرانی زمینداروں کے ذریعہ سے رائج کیا گیا۔ ان مثالوں سے ظاہر ہے کہ نظم و نسق حکومت کے وہ طریقے جو اسلامی روح سیاست کے منافی نہ ہوں وہ غیر قوموں سے حاصل اور نقل کئے جا سکتے ہیں اور آج یورپ کے ان انتظامی اصولوں اور طریقوں کو جو اسلامی اصول کے خلاف نہ ہوں، قبول کیا جا سکتا ہے، ضرورت ہے کہ ہمارے نوجوان علماء جن کی طبیعتوں میں امنگ ہے وہ ان مسائل پر تحقیقی مضامین لکھیں اور مسلمانوں کی نئی سیاسی زندگی کے لئے نئی راہیں کھول دیں۔

بقیہ: اللہ والوں کی دنیا

مناسب ہے کہ ان کلمات کا ترجمہ بھی ذہن نشین کر لیں۔

(آسمان کی طرف سر اٹھا کر) بے حد محبت کرنے والے اے صاحب عرش بزرگ شان والے اے ابتداءً پیدا کرنے والے اور اعادہ کرنے والے اور جو چاہے سو کر گزرنے والے ہیں۔ آپ کے اس نور کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جس نے بھر دیا ہے آپ کے ارکان عرش کو اور آپ کی اس قدرت کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جس کے ذریعہ آپ جملہ کائنات پر قادر ہیں اور آپ کی اس رحمت کا آسرا لے کر سوال کرتا ہوں جو ہر شے کو عام ہے آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اے فریاد رس میری مدد فرما (تین بار)

(نصرۃ العرب از مولانا اعزاز علی)

حضرت انسؓ نے ۹۱ھ یا ۹۲ھ میں وفات پائی اور بصرہ کے باہر آپ کی وصیت کے مطابق بمقام مخصوص پر آپ کو دفن کیا گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اولٰئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ہم المفلحون

ضروری اعلان

حافظ محمد نعیم ولد حافظ عبدالسلام خاں قوم راجپوت، عمر ۱۹-۲۰ سال کئی ماہ ہوئے گھر سے ناراض ہو کر چلے گئے ہیں۔ اہل خانہ سخت پریشان ہیں۔ اگر وہ اس اعلان کو خود پڑھیں تو فوری گھر آ جائیں اور اگر کسی ناظم مدرسہ یا کسی دوست کو ان کے متعلق علم ہو تو وہ براہ کرم درج ذیل پتہ پر مطلع کر کے مشکور فرمائیں۔

حافظ عبدالسلام خاں
معرفت مدرسہ عربیہ اسلامیہ، اے بلاک بوریوالہ
ضلع وہاڑی فون ۴۰۴

غصہ دفع کرنے کا طریقہ

جب کسی بھی شخص یا بات پر غصہ آ جائے تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پڑھے غصہ جاتا رہے گا۔ (الحدیث)

الٰہی بخش ساجد

نعت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

رسولِؐ خدا رہنما ہیں ہمارے
خدا کے نبیؐ ناخدا ہیں ہمارے

بہت انبیاءؑ آتے دنیا میں لیکن
نبیؐ خاتم الانبیا ہیں ہمارے

امین اور صادق ہیں القاب جن کے
وہ محبوبِ حق مصطفےٰؐ ہیں ہمارے

ابوبکرؓ و فاروقؓ و عثمان و حیدرؓ
یہ چاروںؓ بڑے پیشوا ہیں ہمارے

نہ کیوں اس پہ نازل ہو رحمت خدا کی
جو کہہ دے شہ دوسرا ہیں ہمارے

جہنم کا ہم کو نہیں خوف مطلق
کہ حامی شفیع الوریٰ ہیں ہمارے

خدا کے سوا کس کو معلوم ہے یہ
نبیؐ شان و شوکت میں کیا ہیں ہمارے

سرور ان کی ہر ایک پیاری ادا پر
دل و جان، ہر دم فدا ہیں ہمارے

سرور بجنوری

منقبت حضرت سیدنا عمر فاروق اعظمؓ

حضرت فاروق اعظمؓ کی نرالی شان ہے
واقف انؓ کے کارناموں سے ہر اک انسان ہے

دوسرے برحق خلیفہؓ ہیں رسولؐ اللہ کے
ساری دنیا کے مسلمانوں کا یہ ایمان ہے

آپؓ کو مانگا حضورؐ پاک نے اللہ سے
آپؓ کے اسلام لانے کی انوکھی شان ہے

آپؓ نے پھیلا دیا دینِ محمدؐ دور دور
ہم مسلمانوں پہ ان کا یہ بڑا احسان ہے

انؓ کو جنت کی بشارت زندگی میں مل گئی
مہرباں انؓ پر خدائے قادر و رحمان ہے

خدمتِ خلقِ خدا سے آپؓ نے ثابت کیا
دوسروں کے کام جو آئے وہی انسان ہے

ان کی دانائی زمانے بھر میں ہے ضرب المثل
قابلِ تقلید ان کا علم اور عرفان ہے

فضلِ حق سے انؓ کو وہ مقبولیت حاصل ہوئی
عالمِ اسلام کی تاریخ بھی حیران ہے

مدحتِ فاروقِ اعظمؓ میں رہوں مصروف میں
یا الٰہی جسم میں جب تک کہ میری جان ہے

رات دن ان کے عبادت میں گزرتے تھے سرور
اب بھی جاری انؓ کے نیک اعمال کا فیضان ہے

سرور بجنوری